

الفضل فی تادیان  
ان یسید یومیر لیشاء  
الفضل فی تادیان  
ان یسید یومیر لیشاء

تاریخ کاپیہ  
الفضل فی تادیان

تاریخ کاپیہ  
الفضل فی تادیان

# THE ALFAZL QADIAN

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرمایا۔

مبشر مورخہ شمارہ جولائی ۱۹۲۷ء یوم جمعہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ جلد

## المبشر

## ۲۲ جولائی کو کیا کرنا چاہیے

### رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے

جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرماتے ہیں جو اس پرچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ تجویز فرمایا ہے۔ ۲۲ جولائی کے اس یادگار دن جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مسلم اور ملک کے ایڈیٹر و ریڈنگ روم نے بیبل کی کال کو ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے اپنے لئے باعث فخر اور ذریعہ سعادت سمجھا۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کو جلسہ کرنا چاہیے۔ اور اس میں وہ ریڈنگ روم کھولیں اور جو بتائے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کی متحدہ اور متفقہ آواز تہنیت خیر ثابت ہو۔

یہ ایک ہنرمند ہی ضروری اور مفید کام ہے۔ جس کا مسلمانوں سے کیا گیا ہے۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا تضاد نہ ہونا چاہیے۔

اس جلسہ میں ہر ایک زکوٰۃ کے مسلمانوں کو شامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی حفاظت کا فرض سب پر یکساں طور پر نافذ ہونا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ دینیہ کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔ جناب سید زین العابدین دلی اللہ شاہ صاحب جناب ذوالفقار علی خاں صاحب کی امداد کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرماتے ہیں کہ بیانی جناب سید زین العابدین دلی اللہ شاہ صاحب کے ہاں دستر منولہ ہونے کی خوشی میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ فرماتے ہیں کہ ۹ جولائی کو مٹھانی اور آنسو کی دعوت دی۔ جناب شاہ صاحب کے ہاں یہ پہلی اولاد ہے۔ جو ان کے دمشق حرم سے پیدا ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

اصین

# مشق میں کس صلیب

احمدی رسالہ "مشق میں کس صلیب" کے نام سے تقریباً سات سال سے بھی مشق قائم ہے۔ یہ پادری کی نام الفریڈ نلسن ہے۔ جو ڈنمارک کا رہنے والا ہے اور اس علاقہ میں جو وہ پندرہ سال سے قائم کر رہا ہے۔ ماہ فوری میں اس سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ وہ دن تاسیح کی صلیبی موت پر گفتگو جاری رہی۔ آخر فرار پایا کہ کھٹ کریری ہو اس فرار داد کے مطابق میں نے پہلے خط میں تمہاری طور پر چند سوالات لکھ کر بھیجے جن کا جواب دیتے ہوئے اس نے بھی مجھ سے چند سوالات کئے۔ اور صلیبی موت پر بحال سے چند دلائل پیش کئے جن کو میں نے نہایت معقول طریق پر رد کر دیا جس کی وجہ سے وہ گھبرایا۔ اور مناظرہ سے گریز کرنا چاہا مگر میں نے اسے خوب اکسایا۔ اور کہا کہ یاد رکھو جس مضمون پر بحث ہے۔ وہ نہایت ہی اہم مضمون ہے۔ پوس نامہ فرنیٹوں کے باب ۱۵ میں کہتا ہے۔ کہ اس صلیب پر مرے کے بعد جی نہیں اٹھا۔ تو ہماری ساری تبصرہ باطل اور ایمان باطل ہے۔ اگر ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح فی الحقیقت صلیب پر نہیں اٹھا۔ تو دین مسیحی بالکل باطل ہو جائے گا۔ پس اس مضمون کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو ان دلائل کا جواب ضرورتاً کس صلیب پر نہ مرنے کے متعلق اناجیل سے پیش کر دینا ہو گا۔ جو اب دینا ہو گا پھر میں نے اس دلائل بحال سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کئے۔ اور اس کے اس سوال کا کہ پہلے تو مسلمانوں میں سے کوئی اس طرح مسیح کی صلیبی موت سے انکار نہیں کیا کرتا تھا۔ جو اب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت دی اور کہا کہ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود کس صلیب کرے گا۔ سو یہ دلائل جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اسی کا صلیب کی کتب سے بطور خلاصہ کے لکھے ہیں۔ پھر آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت لکھی جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔

"انتر تعالیٰ نے مجھے اس وقت بطور شاہد کے کھڑا کیا ہے۔ تا میں گواہی دوں کہ سب ادیان باطل کا رنگ لگا دیا گئے۔ مگر اسلام۔ اور مجھے انتر تعالیٰ کی طرف سے وہ روح عطا کی گئی ہے۔ جس کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں ہے۔ جسکے نام اس روح القدس کا جو مجھے بخشا گیا ہے۔ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو تمہاری خاموشی تم پر حجت ہوگی۔"

# نفضل کا ماہواری پرچہ

اس پرچہ کا اس نے ایک ماہ کے بعد جواب بھیجا۔ مگر اس دلائل میں سے ایک دلیل کو بھی نہ چھوڑا۔ اس نے اپنے پرچوں میں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے بخوشی خاطر صلیب پر لٹکایا جانا منظور کیا۔ جو اب اس نے بحال سے اس امر کو باطل ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ بات صحیح ہو۔ تو کوئی عاقل اس کے اس فعل کو مستحسن نہیں سمجھے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہوگی کہ اگر کسی استاد کے شاگرد سبق یاد نہ کریں۔ اور اس کے حکموں کو نہ مانیں۔ تو وہ کہے اچھا تو تم میری باتوں کو نہیں مانتے اس لئے میں خود کشتی کر لیتا ہوں۔ خود کشتی ان کو کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ اسی طرح جب مسیح نے دیکھا کہ لوگ اس کا کہا نہیں مانتے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا۔ اچھا میں خود کشتی کر لیتا ہوں۔

اسی طرح اس مباحثہ میں مندرجہ ذیل اہم مضامین پر مختصر بحث ہوئی ہے۔ (۱) صحابہ اور راولوں کا مقابلہ (۲) قرآن کی تعلیم اور اہل کی تعلیم کا موازنہ (۳) پوس کی حقیقت اور اس کے اس طرح دین مسیح کو بگاڑا۔ پادری کا ایسا اقرار کہ اناجیل میں بعض امور خلاف واقعہ پائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

**مباحثہ کا اثر**

اس مباحثہ کا باعث ایک مسلم نوجوان لکھا۔ جو جرمن میں بھی تعلیم پاچکا ہے۔ اور انگریزی زبان سے بھی واقف ہے۔ اس پر اس مباحثہ کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ وہ اب ہماری تمام باتوں کو مانتا ہے۔ اور لوگوں سے گفتگو کرتا ہے حتیٰ کہ اس نے مشائخ سے کہا ہے۔ کہ عیسائیوں کے پاس احمادیوں کے دلائل کا کوئی جواب نہیں ہے۔ یہاں موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مباحثہ کا شائع ہونا مشکل ہے۔ اس لئے مہر کے مطابع سے غلطوکتا کر رہا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اگر یہ مباحثہ شائع ہو گیا۔ تو اس سے ان علاقوں میں ایک عظیم الشان تغیر ہو گا۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات سچی ہے۔ کہ انجیلوں سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔

**ہندوستانی بھائیوں کے عرض**

اس وقت جبکہ اخبار دارالامان سے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں سچی تبلیغ زوروں پر ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا کاری جو یہ ہے۔ جس کے آگے یحییت کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ پس میں اپنے تجربہ کی بنا پر تمام احمدی احباب اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر وہ اس مسئلہ کو ان دلائل کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کئے ہیں۔ کوئی دیکھے۔ تو اسے نہ تو وہ ہرگز ہرگز ان دلائل کو توڑنے پر قادر نہیں ہوگا۔ ان دلائل کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ہندوستان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۱) البتہ الاساسی (۲) جلال الدین محمد حسن احمدی (۳) مشق

نفضل کے متعلق احباب کرام کے بڑھتے ہوئے اشتیاق اور روز افزوں توقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ارادہ کیا گیا ہے کہ افضل کا ہر ماہ کا آخری پرچہ ماہواری ایڈیشن کے طور پر یکم از کم دو گئے حجم کا خاص مضامین پر مشتمل شائع کیا جائے۔ جو نکلنے کے لئے بزرگان ملت اور احباب کرام کی خاص امداد کی ضرورت ہے۔ اس لئے اہل علم و اہل قلم معاذین سے گزارش ہے کہ وہ چاہے کے پرچہ کے لئے حسب ذیل عنوانوں پر مضمون لکھ کر اگر جلد سے جلد ارسال فرمائیں گے۔ تو بہت ہی نوازش ہوگی۔

(۱) ہندوستان میں تبلیغ اسلام و حفاظت اسلام کی ضرورت اور اس کے طریقے۔

(۲) اچھوت اقوام کو اسلام میں لاکر سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اہمیت

(۳) اسلام کے خلاف آریوں کے حملے کے جواب میں کیا کرنا چاہیے۔

(۴) آریوں کی فتنہ انگیزیوں کے وقت مسلمانوں کا گورنمنٹ سے متعلق کیا رویہ ہونا چاہئے۔

(۵) مسلمانوں کو تمدنی اور معاشرتی اصلاح کے متعلق ہدایات۔

(۶) ہندوؤں سے کھانے پینے کی چیزیں نہ خریدنے کے فوائد اور اس پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین۔

(۷) خود حفاظتی کے لئے جسمانی ورزش کرنے کی ضرورت۔ اور ہاتھ میں کم از کم دو درگنے کی تلین۔

(۸) تمام مسلمانوں کے اتحاد کی ضرورت۔ اور اس کی اہمیت۔

(۹) مسلمانوں کی تنظیم کے طریقے۔ اور اس کی اہمیت۔

(۱۰) تجارت کو اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت۔

(۱۱) ہندوؤں کے مقدمات کرانے کے نقصانات اور مسلمان دکھار کے ذریعہ مقدمات کرانے کی حکایت۔

ان پہلوؤں کے علاوہ اگر کسی اور پہلو پر کوئی صاحب لکھنا چاہیں۔ تو وہ بھی لکھ کر جلد ارسال فرمادیں۔

احمدی مبلغین جو بیرونجات میں آجیں براہ راست حالات موجودہ سے دوچار ہو رہے ہیں۔ وہ خاص طور پر اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر مندرجہ بالا پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ اور بہت جلد اپنے مضامین بھیج کر یہ کام موقع دیں۔

**کاتب کی ضرورت**

نفضل کیلئے ایک ایسے کاتب کی جلد ضرورت ہے جس کا عربی اور اردو خط بہت اچھا ہو۔ کام مستقل طور پر دیا جائے۔ اور کاتب کو بھیج کر ایڈیٹر افضل سے شرط و کتابت کی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

یوم جمعہ - تادیان دارالامان - ۱۵ جولائی ۱۹۲۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ

ہو

# کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بضرہ امام جامعہ مدینہ)

جس صرحت سے ہندوستان میں حالات بدل رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ایک وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان سوچ ہی سکتا ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ کہ مسلمان اگر سوچنا بھی چاہیں۔ تو ان کے لئے ناممکن خدا تعالیٰ کے فرشتے انہیں بار بار کہتا رہے ہیں۔ اور انہوں نے سخت دل شکن کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ تاکہ وہ انکی نیند کو ان پر جام کر دے۔ اب ان کیسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ یا تو بیدار ہو کر اپنی زندگی کو قائم رکھیں یا مر کر زمین کو اپنے وجود سے پاک کر دیں۔ سب درمیانی راہیں آج ان پر بند ہیں۔ اور سب دہ سب دردناک آج ان کے لئے مقفل ہیں۔

کتاب زکیلا رسول کے فیصلے نے ہندوستان میں ان لوگوں کو جو بزرگان دین کی تہاک میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور خدا کے پیاروں کو گالیاں دینا ان کی غذا ہے۔ اس قدر دلیر کر دیا ہے۔ کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول اور نبیوں کے سردار اور پیکر کی ولہارت کے مجرہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی دانی پر ایک سے ایک بڑھکے ناپاک حملے کر رہے ہیں۔ اور انکی فطرت اس غلاظت کو نجاست پر منہ مارنے سے کراہت نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ ایسا گندہ نخل ہے۔ کہ انسانیت اس کے خیال سے کاپٹی ہے۔ اور شرافت ایسے ذکر سے نفرت کرتی ہے۔ تعین الطبع لوگ تو معمولی آدمی گالیاں دینے سے بھی دریغ کرتے ہیں۔ کجا یہ اس قسم کے مصنف اس پلہ باز کو گندے سے گندے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ جس پر پلہ باز کو خراب ہے۔ اور پاکیزگی کو ناز۔

کتاب زکیلا رسول اور وجز جوں سے یہ ہولی شروع ہوئی۔

کنور دیکھے صاحب کے فیصلے سے جرات پا کر ورتان نے اس ظلم کو اور بڑھایا۔ اور اس کے بعد لے دیے پرتاپ اور ملاپ وغیرہ کے ایڈیٹروں نے اپنی دیدہ دہنی کا ثبوت دیا۔ اس ناپاک حملے کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کیا۔ اور اس کا کیا بدلہ ملا وہ ظاہر ہے۔ مسلم اورٹ لاک میں کنور دیکھے صاحب کے فیصلے پر جرح کی گئی۔ وہ ایڈیٹر اور مالک تہاک عدالت کے جرم میں قید خانے میں ڈال دیے گئے۔ وہ ہندوستان کی سرزمین جبر کل تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حکومت کر رہے تھے۔ آج اس کی عزت کی حفاظت کر نیوالے عدالت عالیہ کی تہاک کے منکب قرار پا کر قید خانے کی دیواروں کے پیچھے محسوس ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اسی لئے کہ مسلمانوں نے اپنے فرائض کو بھلا دیا۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ **اِنَّ الدِّنَ لَ لِلْعِزَّةِ مَا يَقُوْمُ حَتَّىٰ يَغِيْبُوْا وَاَمَّا جَانِبُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَالِيٌۭ لِّمَنۡ يَّشَاءُ** یعنی کسی قوم سے اس کی نعمتیں نہیں چھینتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو ان نعمتوں کے استحقاق سے محروم نہیں کر دیتی۔ پس اس مسلمانوں نے حال پر غور کر دو۔ اور اپنے شکلات پر نظر ڈالو۔ ایک دن وہ تھا۔ کہ خدا کی نصرت تم کو کہہ کر ارض کے کناروں تک بکھاری تھی۔ اور آج تم دوسری قوموں کا غلط بال بن رہے ہو۔ جس کا جی چاہتا ہے۔ پیر مار کر تمہیں کہیں کا کہیں پھینک دیتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا۔ کہ تمہارے رحم پر تمام دنیا تھی۔ اور تم دنیا سے رحم کا سلوک کرتے تھے۔ لیکن آج تم دنیا کے رحم پر ہوسا در دنیا تم سے رحم کا سلوک نہیں کرتی۔ آہ اودہ دن کیا ہوئے جب تم دنیا کے رکھوالے تھے۔ اور کیا ہی اچھے رکھوالے تھے ہر

قوم اور ملت کے بے کس تمہاری حفاظت میں آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ تمہارا نام انصاف کا خامن تھا۔ اور تمہاری عدل کی کیسیں۔ مگر آج تم لاوارث اور بے یار و مددگار ہو۔ اپنی غفلت کی حفاظت تو الگ رہی۔ اس پاک ذات کی عزت کی حفاظت بھی تم سے ممکن نہیں۔ جس پر تمہارے جسم کا ہر ذرہ فدا ہے۔ اور جس کی جوتیوں کی خاک بننا بھی تمہارے لئے فخر کا موجب ہے۔ آسمان تمہارے لئے تاریک ہے۔ اور زمین تمہارے لئے تنگ ہے۔ اے بھائیو کیا کبھی آپ نے اس امر پر غور کیا۔ کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کی اپنی سستیوں اور غفلتوں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ ہرگز ظالم نہیں۔ یہ دن کبھی کبھی نہ آتے۔ اگر مسلمان اپنی سستیوں اور غفلتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرتے۔ اور اپنی اصلاح کی فکر نہ کرتے۔ لیکن اب بھی کچھ نہیں کیا۔ اگر اب بھی آپ لوگ ہمت سے کام لیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے صلح کر کے بجائے اس پر الزام لگانے کے اور یہ کہنے کے کہ اس نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے۔ اپنے عیب اور نقص کو محسوس کرنے لگیں۔ اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دیں۔ تو یقیناً یہ مصائب کا زمانہ بدل جائے گا۔ اور یہ شکلات کے بادل بھٹ جائیں گے۔

اے بھائیو آپ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کہ بغیر عقل اور تدبیر سے کام لینے کے موجودہ شکلات دور نہیں ہو سکتیں۔ ہو گا وہی جس کے سختی ہمارے اعمال میں بنائیں گے۔ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ کے ایک جج نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ انگریزی قانون کے رو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے سخت تہاک کرنے والا شخص بھی قابل سزا نہیں۔ یہ فیصلہ ہمارے نزدیک غلط ہے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ صوبہ کی اعلیٰ عدالت کے ایک رکن نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور جب تک یہ فیصلہ نہ بدلے۔ اس وقت تک یہی فیصلہ ملک کا قانون ہے۔ مسلم اورٹ لاک نے اس فیصلہ پر جرح کی۔ اور اس کے ایڈیٹر اور مالک کو تہاک عدالت کے جرم میں قید خانے میں داخل کر دیا گیا۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ

(۱) ان لوگوں کو قید سے رہا کر آئیں۔ کہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں قید کیا گیا۔

(۲) فیصلے کو جلد سے جلد بدلو آئیں۔

(۳) ان حالات کی اصلاح کر آئیں۔ جن کی وجہ سے اس قسم کی تہاک آمیز تحریرات لکھی گئیں۔ اور ان کے لکھنے والے ہری کئے گئے ہن۔

آپ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حکومت ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اور نہ ہم اکیلے ہی ہندوستان کے باشندے ہیں حکومت انگریزوں کے اختیار میں ہے۔ اور ہندوستان کی آبادی نا اکر حصہ ہندو ہے۔ پس ہم خود کچھ کر نہیں سکتے۔ اور گورنمنٹ کو بھی دخل دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ اس کے فیصلے کا آبادی کے دوسرے حصہ اور زیادہ حصہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ پس بغیر اس کے کہ ہم حسن تدبیر سے کام لیں۔ ہمارے حق کا سامنا ناممکن ہے۔ اور اگر ہم جوش میں اپنے آپ کو ہلاک بھی کر دیں۔ تو اس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کا دروازہ اور بھی کھل جائیگا۔ پس ہمیں چاہیے۔ کہ اپنی عقل کو قائم رکھتے ہوئے ان تدابیر کو اختیار کریں۔ جو موجودہ مشکلات کو حل کر دیں اور مسلمانوں کی موجودہ ذلت کو عزت سے بدل دیں۔

آپ سب لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ گورنر صاحب پنجاب بڑے زور دار الفاظ میں کنور ولیم سنگھ صاحب کے فیصلے کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ اور اس پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا تھا۔ اور عقیدہ کیا تھا۔ کہ وہ ضروریات تو اس فیصلے کو بدلوائیں گے یا پھر قانون کی اصلاح کرائیں گے تاکہ آئندہ رسول کریم صلعم کی شہادت کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ اس عرصے میں درتھان کے رسلے میں ایک مضمون شائع ہوا۔ اور میں نے اس کی طرف ایک اشتہار کے ذریعے سے توجہ دلائی۔ اور گورنمنٹ نے اس رسالہ کو ضبط کرنے کے علاوہ اس کے ایڈیٹر اور مضمون نگار پر مقدمہ چلا دیا یہ مقدمہ اب ہائی کورٹ میں پیش ہے۔ اور اس کے فیصلے پر یا تو قانون کی وہ تشریح قائم ہو جائے گی۔ جو اب تک سمجھی جاتی رہی ہے۔ یا پھر گورنمنٹ قانون کی ایسی تشریح کرے گی۔ کہ آئندہ کسی جج کو اس قانون کے وہ معنی کرنے کا موقع نہ ملے۔ جو کہ کنور ولیم سنگھ صاحب نے کئے تھے۔ میں نے قانون دان لوگوں سے معلوم کیا ہے کہ کتاب "نگیلا رسول" کے مصنف کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پریوی کونسل یہ فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ اس کے سامنے ایسے ہی مفادات آنے چاہئیں۔ جن میں کسی شخص کی برکت یا سزا میں تخفیف کی خواہش کی گئی ہو۔ اور سزا کی زیادتی یا سزا دینے کے متعلق اپیلوں کو سننے کے لئے وہ تیار نہیں۔ پس یہی راستہ گورنمنٹ کے لئے کھلا تھا۔ کہ وہ ایک نیا مقدمہ چلائے۔ اور اس کا موقع آسے درتھان کے مضمون سے مل گیا اور الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ موقع میرے ذریعے سے ہم پہنچا دیا۔

ان حالات میں آپ لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس معاملے میں ہماری تکلیف کا موجب گورنمنٹ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ گورنر

مظلوم سمجھتی ہے۔ اور ان سے ہمدردی رکھتی ہے۔ لیکن وہ ہندو جو اس وقت فساد کے دریچے میں چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح گورنمنٹ سے ہمیں رٹا کر اپنا کام نکالیں۔ اور گورنمنٹ کی نظروں میں مسلمانوں کو فساد کی نابت کر کے اس کی ہمدردی کو اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ اسے بھائیو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔ تو اسلام کے لئے کس قدر مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ بے شک بعض لوگ کہہ دیں گے۔ کہ ہم جانیں دیدینگے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ کیا بے فائدہ جان دیدینے سے اسلام کا نفع ہوگا یا نقصان؟ یقیناً جس طرح موقع پر جان دینے سے گریز کرنے والا آدمی مجرم ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی مجرم ہے جو بے موقع جان دیکر اسلام کی طاقت کو کمزور کرنا ہے۔ ہر شخص جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اسلام کی حجت کے بیچے کا ایک ستون ہے۔ اور اس کا ٹوٹنا اسلام کے لئے مضر ہے پس ہر ایک شخص جو بے جا جوش میں آکر اپنے آپ کو نبتا کرنا ہے اسلام کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ نہ کہ فائدہ پہنچانے والا۔ پس میں خلوص دل اور گہری محبت کے جذبات سے متاثر ہو کر آپ لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ یہی وقت اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کا ہے اسلام کی حالت پر نظر کرتے ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور مسلمانوں کے فوائد کا خیال کرتے ہوئے آج ہر قسم کے ایسے افعال سے اجتناب کریں۔ جو لوگوں کے جوشوں کو تو نکال دیں۔ لیکن اسلام کی طاقت کو نقصان پہنچادیں۔ اسے بھائیو وہ دو بہادر اور وفادار جوانان قید خانے کو زینت دے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یعنی مسلم ادا کا کا ایڈیٹر میرا دوستانی فرزند ہے۔ اور ایک مخلص احمدی ہے اور آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ کس بہادری سے اس نے غیرت اسلامی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا اور اس کے بھائی کا قید میں رہنا مجھے جتن قدر شاق گذر سکتا ہے۔ اس کا اندازہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے اسی طرح میری صحت کمزور ہے۔ اور آج کل تو روزانہ بجا ہوتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی دن اور رات موجودہ اسلامی مشکلات کی فکر میں اور ان کے دور کرنے کی تدابیر میں لگا رہتا ہوں۔ پس میں جو کچھ کہتا ہوں۔ محض اسلام کی عزت اور آپ لوگوں کے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ خدا اور اس کے رسول کے لئے جس وقت جان دینا ہی ضروری ہوگا۔ اس وقت اگر میں زندہ ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں سب آگے ہوں گا۔ اور خدا کے فضل سے کسی کو آگے نکلنے نہیں دوں گا۔ لیکن عقل کہتی ہے۔ کہ اس وقت ہمارے فوائد اس امر سے وابستہ ہیں۔ کہ ہم حسن تدبیر سے اور گورنمنٹ کے ساتھ صلح رکھ کر اپنے مقاصد کو حاصل کریں۔ اسے بھائیو! اس وقت ہندوستان میں اسلام کی زندگی اور موت کا سوال پیش ہے۔ اور اس وقت ہماری ذرا سی کوتاہی

ہمیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنا دیگی۔ پس اس بیداری کو جو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں پیدا کی ہے۔ رائیگاں نہ جانے دو چاہیے کہ ہم اس شخص کی طرح کام نہ کریں۔ کہ جسے سوتے سے جگایا جاتا ہے۔ تو اٹھ کر جگانے والے کو مار کر پھر لیٹ جاتا ہے بلکہ ہماری بیداری حقیقی بیداری ہو۔ اور ہم ان کا عمل میں بڑے زور سے لگ جائیں۔ جو اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ضروری ہیں۔ اسلام کی زندگی آپ کی موت سے نہیں۔ بلکہ آپ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ یہ نہ خیال کر دو۔ کہ اس وقت تک ہماری زندگی سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک آپ کی زندگی غفلت کی زندگی تھی۔ حقیقی زندگی نہ تھی۔ اسلام کی زندگی بسر کر کے دیکھو۔ تو نفوس بے ہی دنوں میں سب غلامی کے بند ٹوٹنے لگ جائیں گے۔ اور ذلت کی گھڑیاں جاتی رہیں گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں غیرت کا چشمہ چھوڑ دیا ہے۔ جو روز بروز ایک زبردست دریا کی شکل میں تبدیل ہوتا جاتا ہے۔ اس دریا کے پانی کو پھیلنے نہ دو۔ کہ وہ اس طرح ضائع ہو جائیگا۔ اور پھر یہ دن میسر نہ ہونگے۔ اس دریا کو اس کے کناروں کے اندر رہنے دو۔ اور اسلام کے دشمنوں کے کھودے ہوئے گڑبوں کی وجہ سے جو آبشار بن رہی ہیں۔ ان سے بجلی لے کر ایک نہ دینے والی طاقت پیدا کر دو۔ تا خدا آپ پر رحمی ہو۔ اور آئندہ آئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

میرے نزدیک ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والے کا اس وقت یہ فرض ہے۔ کہ اس موقع پر بجائے وقتی جوش دکھانے کے وہ یہ عہد کرنے۔ کہ وہ آئندہ قرآن کریم کو اپنا بادی بنا لیں گے۔ اور اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔ اور مسلمانوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے گا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کیلئے آمادہ رہے گا۔ اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں سے لڑائی جھگڑے کو بند کرے گا۔ اور خواہ وہ اس کے کتنے دشمن ہوں۔ وہ انہیں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر ترجیح دے گا۔ اور تبلیغ اسلام کو اپنا مقدم فرض سمجھے گا۔ اور اس کے مصلحت مانی اور جہانزی اور اخلاقی امداد پر کمر بستہ رہے گا۔ اور ہندوؤں سے ان تمام امور میں چھوٹ چھوٹا چھات سے کام لے گا۔ جن میں وہ مسلمانوں سے چھوٹ چھات کرتے ہیں۔ اور حتی الامکان مسلمانوں سے ہی سودا خریدنے کی کوشش کرے گا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی دوکانیں کھلوانے کا ہمیشہ خیال رکھے گا۔ اور سود سے پرہیز کرے گا۔ اور اگر وہ اس خلاف شرع کام میں مبتلا ہو چکا ہے۔ تو اپنے علاقہ یا گاؤں پر شیوسوامی کھلو کر اس سے لین دین رکھے گا۔ تاکہ ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔ اور رفتہ رفتہ سود کی لذت سے بھی بچ سکے۔ اور اگر وہ ملازم ہے۔ تو حتی الامکان مسلمانوں کے ہاں مال شدہ حقوق انہیں دلوانے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر ایسے

مقدمات پیش آتے ہیں۔ تو وہ مقدور ہجر مسلمان و کبیلوں کے پاس  
 جائے گا۔ اور ان مٹھی پر مسلمان حکام کی عزت کی حفاظت کا ہمیشہ  
 خیال رکھے گا۔ کہ جنہیں برادران وطن ہر طرح کا نقصان پہنچانے  
 کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اسلامی اخبارات کو منسوخ کرنے کی  
 کوشش کرنا رہیگا۔ اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں ہر ممکن طریق سے  
 حصہ لے گا۔ اور مسلمانوں میں صلح اور آشتی پھیلانے اور ان میں سے  
 تفرقہ دور کرنے کی کوشش کرنا رہیگا۔ یہ وہ کام ہے۔ جس کی اسلام  
 کو اس وقت سخت ضرورت ہے۔ اور یہ وہ قربانی ہے۔ جس سے  
 اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ کام یقیناً اڑھائی کروڑوں سے ہزار  
 درجے بڑھ کر مشکل ہے۔ پنجاب کے ہر شہر میں جو شہر سے بڑھ کر ٹھکر  
 جان دینے والے آدمی ایک دن میں ہی پیدا کئے جاسکتے ہیں۔  
 لیکن اس قربانی کے لئے جو لہجی اور مذہبی ہونے والی قربانی ہے۔  
 بہت ہی کم آدمی اس وقت میسر آسکتے ہیں۔ لیکن اسلام کو فتح  
 اسی طرح نصیب ہوگی۔ اور اسے غلبہ ذی طرح حاصل ہوگا۔  
 اس کی طرف توجہ کرو۔ اور خدا پر توکل کر کے اٹھ کھڑے ہو۔ جو  
 سنت ہیں۔ انہیں ہوشیار کرو۔ اور جو سو رہے ہیں۔ انہیں جگاؤ۔  
 اور جو کمزور ہیں۔ انہیں سہارا دو۔ اور جو روٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں  
 منادو۔ اور خدا کی راہ میں ہر ایک ذلت برداشت کرنے کے لئے  
 تیار ہو جاؤ۔ کہ عزت دہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ اور عزت  
 دہی ہے۔ جس کی قوم مزبور ہوتی ہے۔ یہ یاد رہے۔ کہ دنیا کی تمام دولتیں  
 تمام عزتیں پیکر اس وقت تک حقیقی عزت نہیں بن سکتیں۔ جب تک  
 کہ آپ کی سب قوم مزبور نہیں ہو جاتی :-  
 یہ تو اصلی کام ہے۔ باقی رہا وقتی کام سو اس کے لئے میرے  
 نزدیک بہترین تجویز یہ ہے۔ کہ اول تو جلد سے جلد ایک وفد  
 ہزار ایکلینسی گورنر پنجاب کے پاس جائے۔ اور انہیں اس امر کی طرف  
 توجہ دلائے۔ کہ مسلم اڈا کے ایڈیٹر اور مالک کو فوراً آزاد کیا جا  
 اور اس وفد میں ہر فرقہ کے لوگ اور تمام پنجاب کے نمائندے شامل  
 ہوں۔ میں نے اس غرض سے ہزار ایکلینسی کو بھی لکھوائی ہے۔ میں  
 نہیں سمجھتا۔ کہ اس وفد کو ملنے سے انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ میں  
 ہیں امید رکھتی چاہیے۔ کہ ہمارے محتول مطالبے کو منظور کرنے میں  
 گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور اگر بغرض محال اس میں کوئی وقت  
 محسوس ہوئی۔ تو اس کے متعلق اس وقت کے پیدا ہونے پر غور کیا  
 جاسکے گا :-  
 دوسری بات یہ ہے۔ کہ ایک محضر نامہ تمام پنجاب اور دہلی  
 اور سرحدی صوبہ کے لوگوں کی طرف سے گورنمنٹ کے پیش کیا جائے  
 جس میں اس سے بڑھ کر مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ کنور دلیپ سنگھ  
 صاحب راج ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلے کے ان کو مٹا کر فوراً اس امر کا  
 انتظام کرے۔ کہ آئمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی  
 شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ جو اس مصنف کے نعت باطن اور

اور ناپاک فطرت کو نہایت ہی گندے طور پر دنیا کے سامنے  
 پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کی دل شکنی کا موجب ہوں۔ بلکہ نہ صرف  
 آپ کے لئے بلکہ تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کی حفاظت  
 کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرے۔ اسی طرح گورنمنٹ سے یہ  
 مطالبہ بھی کیا جائے کہ وہ کنور دلیپ سنگھ صاحب کو جو اس کے فیصلہ  
 متعلقہ کتاب رنگیلہ رسوں کی دہرے صوبے کی اکثر آبادی کو  
 مان پر اعتماد نہیں رہا۔ اس عمدہ جلیلہ سے الگ کر کے مسلمانوں  
 کی بے چینی کو دور کرے۔ نیز یہ بھی مطالبہ کیا جائے۔ کہ مسلم اڈا  
 کے مدیر اور مالک کو قید سے رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے  
 مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے درحقیقت ہائیکورٹ  
 کی عزت کو بجا نیکی کوشش کی ہے۔ نہ کہ اس کے اعتبار کو مٹانا چاہا ہے  
 بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ نے ان کی قید کا حکم دے کر  
 اپنے ہاتھوں اپنی عزت کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اور چونکہ اس  
 وقت ہائی کورٹ میں ہندوستانی ججوں میں سے اکثریت ہندوؤں  
 کی ہے۔ اور پنجاب کے مسلمانوں کی اس بات میں سخت تنگ ہے۔ کہ  
 مسلمان پیرسٹروں میں سے ایک بھی جج مقرر نہیں۔ بلکہ ایک جج  
 تو سرس سے لیا گیا ہے۔ اور ایک جج یوپی سے بلا لیا گیا ہے۔  
 حالانکہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصدی ہے۔ اور اکثر مقدماً  
 مسلمانوں کے ہی ہوتے ہیں۔ میں مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے  
 چاہتا ہوں۔ اور کم سے کم ایک مسلمان جج پنجاب کے پیرسٹروں میں سے  
 فوراً مستقل طور پر مقرر کیا جائے۔ اور جو موجودہ مسلمان جج ہیں۔  
 انہیں اگر گورنمنٹ رکھنا چاہتی ہو۔ تو انہیں فوراً مستقل کر دے۔  
 اور یا انہیں واپس کر کے ان کی جگہ دوسرے مسلمان جج مقرر کئے  
 جائیں۔ تا مسلمانوں کی بے چینی دور ہو۔ اور چاہیے کہ گلچیف جج  
 پنجاب کا مسلمان پیرسٹریج مقرر ہو +  
 اسی طرح یہ بھی مطالبہ کیا جائے۔ کہ پنجاب جس میں اکثر حصہ  
 آبادی کا مسلمان ہیں۔ اس میں مسلمانوں کو ججس فیصدی ملازمتیں  
 بھی حاصل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض صیغوں میں تو ان فیصدی بھی مسلمان  
 اعلیٰ ملازم نہیں ملے گے۔ اس کا خطرناک اثر مسلمانوں کے تمدن  
 اور ان کے حقوق کی حفاظت پر پڑتا ہے۔ پس جس قدر جلد ممکن ہو  
 مسلمانوں کو کم سے کم نصف ملازمتیں دی جائیں۔ تاکہ ان کے  
 حقوق کی حفاظت ہو سکے :-  
 یہ محضر نامہ چھپ کر تیار ہے۔ میرے نزدیک اس پر کم سے کم  
 پانچ چھ لاکھ مسلمانوں کے مردوں یا عورتوں دستخط ہونے چاہئیں۔ یہ اتنی  
 بڑی تعداد ہے۔ کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے اوپر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور  
 یہ محضر نامہ بھی دستخطوں کی تکمیل کے بعد ایک مذکورہ ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے پیش  
 چاہیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑا وفد جو سب فرقوں کے نمائندوں  
 پر مشتمل ہوگا جب اسے پیش کرے گا۔ تو گورنمنٹ اس متعلقہ مطالبہ کو رد  
 نہیں کر سکیگی۔ کیونکہ ملک کا فائدہ اور گورنمنٹ کی مقبولی بھی اسی

۲۵  
 ۲۸  
 امر میں ہے۔ کہ وہ ان مطالبات کو جلد سے جلد پورا کرے۔ جو  
 لوگ اس محضر نامہ پر دستخط کرنے کی خدمت کو اپنے ذمہ لینا چاہیں  
 وہ مجھے یا صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے نام  
 مطبوعہ فارم بھیجا دیا جائے :-  
 اسی طرح میری یہ تجویز ہے۔ کہ ۲۳ جولائی بمقام چھ  
 بعد از نماز جمعہ پنجاب۔ دہلی اور سرحدی صوبہ کے ہر شہر قصبہ اور  
 گاؤں میں تمام فرقہ ہائے اسلامی کا ایک مشترکہ جلسہ کیا جائے جس  
 میں کہ اوپر کے امور کی تائید میں ریزولوشن پاس جائیں۔ اور تاروں  
 اور خطوں کے ذریعہ سے گورنمنٹ کو اسلامی حقوق کی حفاظت کی  
 طرف توجہ دلائی جائے :-  
 میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر حقیقی اصلاح کے کام کے ساتھ ساتھ  
 ان تدابیر پر عمل شروع کیا جائے۔ تو انشاء اللہ یقیناً مسلمانوں کو  
 کامیابی ہوگی۔ یہ کام اتنی بڑی محنت اور قربانی کو چاہتے ہیں۔ کہ اگر  
 مسلمان ان میں کامیاب ہو جائیں۔ تو دنیا سمجھ لگی۔ کہ اب ان کا مقابلہ  
 ناممکن ہے۔ اور ان کی آواز اس قدر کمزور نہ رہیگی۔ جس قدر کہ اب  
 ہے۔ بلکہ ہر ایک ان کی آواز سے ڈرے گا۔ اور اس کا ادب کریگا۔  
 اور اس پر کان رکھے گا :-  
 اے بھائیو! میں نے اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے فرض  
 کو ادا کر دیا۔ اب کام کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ وقت کم اور کام  
 بہت ہے۔ چاہیے کہ اسلام کے لئے درد رکھنے والے لوگ آج سے  
 ہی اس کام کو ہاتھ میں لیں۔ اور علاوہ تبلیغی اور تمدنی اصلاح کے  
 کاموں کے محضر نامہ پر دستخط کرنا اور ۲۲ جولائی کے جلسے کے لئے  
 تیاریاں شروع کر دیں۔ محضر نامہ پر کم سے کم پانچ لاکھ مسلمانوں کے  
 دستخط ہونے چاہئیں۔ اور جلسوں میں اس قدر لوگ جمع ہونے چاہئیں  
 کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں۔ یاد رکھیں یہ اسلام کی زندگی  
 اور موت کا سوال ہے۔ آپ اپنے عمل سے جواب دیں۔ کیا اسلام  
 آپ کے نزدیک زندہ رہنا چاہیے یا نہیں؟ منہ کے دعووں سے کچھ  
 نہیں بنتا۔ ایک لمبی اور تکلیف دہ قربانی کی ضرورت ہے۔ اور دنیا  
 آپ کے منہ کے الفاظ سے نہیں بلکہ آپ کے اعمال سے دیکھیگی۔ کہ آپ  
 کو اسلام سے کس قدر محبت ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کیوں ہوگا۔ اس وقت  
 ہر ایک مسلمان کا اس وقت ایک ہی جواب ہوگا۔ اور وہی جواب ہوگا۔ جو  
 حج کے موقع پر ہمارے بھائی دے چکے ہیں۔ یعنی لبیک اللہم  
 لبیک! اسے خدا ہم تیرے دین کی خدمت اور تیرے رسول  
 کی عزت کی حفاظت کے لئے حاضر ہیں۔ حاضر ہیں حاضر ہیں۔ و نحوہ  
 دَعَا سَائِرِ الْمُحَدِّثِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ :- والسلام :-  
 خ  
 مرزا محمد احمد امام جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

# حجازی بھی ارض حجاز کی تعلیمی حالت

شیخ شہید (از جناب عرفانی) شیخ شہید

## تعلیمی حالت

تعلیمی حالت کا اندازہ صرف جہدہ کی تعلیمی حالت سے نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ حجاز کی نظر جزیرۃ العرب کی عام تعلیمی حالت پر ہونی چاہیے۔ یہ شکل یہ ہے۔ کہ کوئی صحیح اور قرار دہی رائے جو شمارہ اعداد کی بنا پر سو بارے میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے کہ کبھی کسی حکومت نے خواہ وہ ترکی تھی یا شریفی۔ اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ ایک باقاعدہ نظام تربیت کے ساتھ عرب کی مردم شماری کی موجودگی اور نواح اور نواح کی تعداد معلوم کرنے یا تعلیمی سائیلیم ہم پہنچانے کی طرف کامیابی توجہ کی ہو۔

## مختصر سا تاریخی تبصرہ

اسلام سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ موجودہ حالات کو دیکھے۔ اور خون کے آنسو نرودے۔ وہ عرب جو دنیا کا معلم تھا۔ اور جس نے دنیا کو فریضہ علم کے متعلق بیش قیمت ہدایات دی تھیں۔ علمی حیثیت سے آج اس کا مقام میرے خیال میں جاہلیت کے زمانہ سے بھی نیچے ہے۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور اللہ علم فریضتہ علی کل مسلمہ وہ مسلمہ کہہ کر آپ نے اس کی مزورت واضح کر دی تھی۔ صحابہ کی زندگیوں پر نظر کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ان میں سے بعض کو دوسری زبانوں کے سیکھنے کا حکم ہوا اور کس طرح بعض اسیران جنگ کا زرخدیر حسن انصار کے بچوں کی تعلیم ہوتی تھی۔ اور صحابہ کو مختلف علاقوں میں معلم بنا کر تعلیمی اغراض کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ عصر نبوت کے بعد جب دور خلافت شروع ہوا تو سب کو معلوم ہے کہ کس طرح یہ باقاعدہ تعلیمی نظام قائم کیا گیا۔ بدیوں کے بچوں کیلئے مکتب کھولے گئے۔ تعلیمی وظایف دئے جاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے تمام گوشوں میں علم داد کیے دریا بہ سکے۔ اور رفتہ رفتہ ایسے ائمہ علم پیدا ہوئے کہ جنہوں نے تمام دنیا کو سیر کر دیا۔ مسجد نبوی علم و فضل کی ایک بے نظیر اور کامیاب یونیورسٹی تھی۔ جہاں دنیا کے ہر جہدہ سے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے۔ پھر جوں جوں اسلامی ترقیات کامیاب ہوئیں ان دینے ہو گیا۔ اسلامی علوم و فنون کا فیضان بھی بڑھتا گیا۔ اور بالآخر انڈس کی یونیورسٹیوں نے اہل یورپ کو سیراب کر دیا۔ پھر آج یہ کہانی معلوم ہوتی ہے۔

اور اس نرسے زیادہ اس کی وقعت نہیں رہ جاتی بلکہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اس مہد میں سفر کرنا ایک مشکل ترین امر تھا۔ لیکن برکات علم کا سمندر موجیں مارتا تھا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ اسی عرب میں تعلیمی اعتبار سے بھی سوائے ریگستان کے کچھ نظر نہیں آتا۔

میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا۔ اور بدول کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ عرب کی موجودہ حالت محض سیاسی اور پولیٹیکل انقلاب کا نتیجہ ہے۔ جسکی ابتداء اگر میں غلط نہیں کہتا۔ خلافت عباسیہ کے نشوونما شروع ہوتی ہے۔ جبکہ عربوں کی حالت میں ایک انقلاب خاص شروع ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ میدان علم سے نکل گئے یہاں تک کہ ہم ترکی عہد حکومت میں پہنچے۔ جب ترکی خلافت کا دورہ تھا۔ تو سلطان عبدالحمید خان نے بدوی قبیلوں کے سرکاب جن کو دستکاب عشائری کہتے تھے۔ کو جاری رکھا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ جوش کم ہونا گیا۔ اور یہی سہی تعلیمی حالت بھی کمزور ہو گئی۔ جب نوجوان ترکوں کا عمل دخل ہو گیا۔ تو انہوں نے تعلیم کی طرف توجہ تو کی۔ مگر ان کا مقصد جدید عربی قومیت اور عربی زبان کو فضا کرنا تھا۔ اور انہوں نے ترکی پر زور دیا۔ عربوں نے اس سیاسی چال کو محسوس کیا۔ اور اس قسم کے مدارس اور نصاب کی عملاً مخالفت کی۔ اور اس طرح پر تعلیمی رد کوئی قوت حاصل نہ کر سکی۔

کچھ شک نہیں۔ عربوں کی تعلیمی پہلو سے کچھ نقصان پہنچا۔ لیکن میں اپنے ذوق کے موافق عربوں کی اس مخالفت کی عزت و احترام کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم اور زبان کو بچا لیا۔ اور آج شاید وہ اپنی زبان کو بھی بھول جاتے۔ ترکی حکومت کے بعد جب عربی حکومت قائم ہوئی۔ اور خاندان شریف میں حکومت منتقل ہو گئی۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ انہوں نے تعلیمی مذاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور اس مقصد کے لئے چند ابتدائی مدرسے قائم کئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ان مدرسوں کے اجراء سے غرض جہاں تک مجھے معلوم ہو ہے۔ یہ نہ تھی کہ علمی دنیا میں اہل عرب کو مئی امتیاز حاصل کریں۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ ان مدرسوں سے عربی حکومت کے دفتری کاروبار کے لئے کلرک پیدا ہو سکیں۔ ان میں اسلامی حمیت یا خیرت ہو یا نہ ہو۔ وہ ایک قوم پرست نوجوانوں کے رنگ میں ظاہر ہوں۔ سیاسی اغراض اور مصالح کے لئے ممکن ہے۔ یہ مقصد مفید ہو مگر نفسہ اسلام کی عظمت اور عرب کے اس مقام کے لحاظ سے جو وہ اسلامی دنیا میں رکھتا ہے۔ عربی روحانی اور دینی علوم کے باعمل عالم پیدا ہونے چاہئیں۔

شریفی حکومت کو پوری قوت و استحکام حاصل نہیں ہوا تھا۔ یا یہ کہو کہ منشا راہی کچھ اور تھا۔ عرب میں مجدد حجاز کی ایک

سول وار شروع ہوئی۔ اور نجدی حملے کے بعد یہ مکتب نوڈ کو بند ہو گئے۔ اور پھر جنگ کے بعد جب نجدی حکومت کو خدائے اعلیٰ نے امانت سونپ دی۔ تو جیسا کہ ہر حکومت کا ابتدائی عہد عہد اور عہد تعمیر و استحکام ہوتا ہے۔ ان کو اپنے ابتدائی انتظامات سے ہی ابھی فرصت نہیں ہوتی کہ کہا جاتا ہے۔ یا تو قح کی جاتی ہے۔ کہ یہ عہد تعلیمی ضرورتوں پر توجہ کرے گا۔ اور عربی بچوں کو علمی دنیا میں ممتاز کرنے کی سعی کرے گا۔ کچھ کہتا قبل از وقت ہے۔ میں ابھی تک جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ عام معلومات کی بنا پر لکھ رہا ہوں۔ میں حکومت کے بعض ذمہ دار لوگوں سے انٹرویو کر کے ان اشعار میں ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اس کے بعد ممکن ہے بہت کچھ صراحت سے لکھ سکوں۔

غرض عرب کی تعلیمی تاریخ کے آخری باب نہایت حسرت و دکھ دینے والے ہیں۔ اس مختصر سے تاریخی تبصرہ کے بعد میں اب جہدہ کو لیتا ہوں۔

## جہدہ کی حالت

جہدہ مکہ معظمہ کا بندرگاہ اور دروازہ ہے۔ اسی راستہ سے مکہ معظمہ کو جاتا ہے۔ اس لئے جہدہ کی آبادی اور تجارت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ جہاں تک اس میں اندازہ کرتا ہوں۔ جہدہ کی موجودہ آبادی شاید پیش ہزار سے زیادہ نہ ہو۔ اور یہ ساری آبادی ایک مخلوط آبادی ہے۔ مختلف نسلوں اور ملکوں کے لوگ یہاں آباد ہیں۔ سمندر سے جہدہ کا نظارہ نہایت خوشما اور دلربا ہے۔ اور بڑے شاندار مکان نظر آتے ہیں۔ مگر شہر میں اگر وہ کچھ سی مناظر اور دوسری شہری تہیتوں سے باقی نہیں رہتی۔

چونکہ مختلف حکومتوں کے علاقوں سے جہان آتے ہیں۔ اس لئے ظاہری الفاظ میں یہی کہنا چاہیے۔ کہ اپنی اپنی رعایا کی خبر گیری اور آرام کے لئے مختلف حکومتوں نے اپنے قونصل خانے قائم کر رکھے ہیں۔ اور ضرورت وقت حاجیوں کو ان سے جائز مدد ملتی ہے۔ ہندوستانی نقطہ خیال سے جہدہ میں پٹنہ (گجرات) کے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت عرصہ دراز سے آباد ہے۔ اور ان کا محلہ ہندوستانی محلہ ہی ہے۔ مگر ان میں کسی قسم کی تنظیم اور تعلیمی پیش نہیں۔ ان کی ساری تگ و دو اپنے تجارتی اغراض تک محدود ہے۔ ورنہ ایک تاجر اور آسودہ حال قوم کے لئے یہ مشکل نہ تھا کہ وہ کوئی اچھا مدرسہ اپنی اولاد کے لئے قائم کر لیتی۔

## تجارتی پہلو

تجارتی نقطہ خیال سے یہاں عموماً تمام مال ہندو کچھ چیزیں آتی ہیں۔ میں نے انہیں پوری دی کاغذات کے بہت سے بورے لہے ہوئے دیکھے۔ جو لوہوں سے آرہے تھے۔ ضرورت کی تمام اشیاء باہر سے آتی ہیں۔ عرب کی پیداواری

# ویدوں کے عالموں سے سوال

کیا فرماتے ہیں پنڈت صاحبان۔ ویدیک دھرم کے حامی اور سنسکرت کے فاضل سوامی اس سوال کے حل میں کیسے آئیں گے۔ ایک شاعرت اخبار ٹریبیون لاہور میں شہو و معروف سنگال لیڈر ہیں چند ریال نے جو مضمون لکھا ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ ویدیک دھرم کی کسی سند کتاب میں گوشت کھانے کے مخالف کوئی سند نہیں ملتی۔ بلکہ ویدوں میں اسوایدھا جیسا گھوڑے کو اور گو میدھا جیسا گائے کو قربانی کے لئے ذبح کرنے اور کھانے کے تاکیدی حکم موجود ہیں۔ اور سردی کی لڑیچہ جو ویدیک توہن پر جامع طور پر مشتمل ہے۔ اس میں اس قسم کی بہت سی سموات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ طبقہ کے برہمن ہمیشہ لازمی طور پر گائے کا گوشت کھا یا کرتے تھے۔ اور ویدوں میں ذہری فرض رکھا گیا ہے کہ ایک حضرت تقریباً گائے ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتا تھا۔ اور گائے کا گوشت اس کا مقدس گرو یا خاندانی پر دہت یا کوئی اور عزیز رشتہ دار یا بھائی یا داماد یا تو اس کا فرض ہے۔ کہ اچھی گلے یا بچھڑا تلاش کر کے اس کی ضیافت کے لئے ذبح کرے۔ جب تک ویدوں کی تعلیم پر لوگ عمل کرتے تھے۔ اس وقت تک ان کا یہی عمل ویدوں میں تھا۔ اور گائے کا گوشت اسی حکم کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ متاخرین علماء ویدوں نے سنسکرت کی تصانیف بھی اس کی تائید سے لبریز ہیں۔

بھیا بھوتی زمانہ کو بہت عرصہ نہیں گذرا یہ ایسا زمانہ ہے۔ کہ لوگ ویدیک تعلیم کو پس پشت ڈال کر اس کو فراموش کر چکے تھے۔ لیکن باوجود اس کے ویدوں کے حکم پر اتنا عمل درآمد باقی رہ گیا تھا۔ کہ گائے ذبح کرتے۔ اور اس کو عام طور پر کھاتے تھے۔

اتر رام چرتیا بھیا بھوت کا ایک مشہور اور مقبول نام ڈرامہ ہے۔ اس میں ایک واقعہ کا منظر دکھایا گیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ویدوں کے عالم فاضل لوگ دنیا کے گوشے گوشے سے الگ آبادیوں سے دور تھائی کے آشرموں میں بودو با رہتے تھے۔ ان آشرموں میں ہی ان کے طالب علم بھی سکونت رکھتے تھے۔ یہی ان کی یونیورسٹیاں اور یہی ان کے ہوسٹل ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں خاندان راگھو پڑا پر دہت اور پنڈت شاہی خاندان تھا۔ ان کے خاندانی پر دہتوں کی عام طور پر بہت بڑی عزت کی جاتی تھی۔ جب کبھی ان کا کوئی پر دہت کسی آشرم میں آتا۔ تو اس کے احترام میں جب تک وہ وہاں

کیا جو باہر بھی جائے۔ تاہم بعض سواصل عرب سے موٹی بھی جاتی ہیں جو یورپ کی منڈیوں تک جا پہنچتے ہیں۔ میں چونکہ تجاری پہلو پر کسی قدر تفصیل سے لکھنا چاہتا ہوں۔ یہاں اس سے زیادہ نہیں لکھتا۔ یہ ذکر محض ہندوستانی تاجروں کی تعلیمی بے حس کے خیال سے کیا ہے۔

مگر اس تاریخی میں ایک شجاع امید بھی ہے۔ یہاں ایک ایرانی خاندان قریباً نصف صدی سے رہتا ہے۔ اس خاندان کا ہیڈ ایک شخص محمد علی زین رضا ہے۔ یہ خاندان یہاں تجارتی حیثیت سے آباد ہوا۔ اور غلہ کی تجارت اور جہاز ران کمپنیوں کی ایک بیٹریوں کی بدولت اس نے خداداد دولت سے بہرہ وافر پایا۔ محمد علی زین رضا پر اس میں سونوں کا بہت بڑا تاجر ہے۔ ان کو اس ملک میں تعلیمی ضرورتوں کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے اپنے صرف خاص سے جگہ میں ایک مدرسہ الفلاح کے نام سے قائم کیا ہے۔ اور اسی کی ایک شاخ مگر مظہر میں بھی قائم کی ہے۔ یہ مدرسہ کہا جاتا ہے۔ مصری مدرسوں کے طرز پر علوم جدیدہ و قدیمہ کو ملا کر قائم کیا گیا ہے۔ مجھے ابھی تک اس کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اس کے تفصیلی حالات مدرسہ کو دیکھنے کے بعد بشرطیکہ موقع ملا۔ لکھ سکتا۔ یہ ہے مختصر داستان یہاں کی تعلیمی حالت کی:

## شاہ تیمور اور سیرابی قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

اندوین سلطان بادشاہوں کو بدنام کرنے کیلئے ہندو قوم کو خطرناک اور زہر آلود پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ وہ حکومت کو بھی نہیں مگر نامعلوم کیا رہے کہ گورنمنٹ پنجاب اور اسی فاش کے دو سر اخبارات نہایت دریدہ دہنی سے سلطان بادشاہوں کو ہارنے میں اور گورنمنٹ کی طرف کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا جس کے سوا کوئی اور یہ نہیں گورنمنٹ کو بہت حد تک جراثیم کے استیصال کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور حال میں ہندو اخبار راجپوت گٹھ لاہور شاہ تیمور کے متعلق لکھتا ہے۔

”سر قند کے نزدیک حال ہی میں مشہور نظام لٹیرے نرننگ کے عمل کا ملیر برآمد ہوا ہے۔“ (۲۵ جون ۱۹۲۷ء)

کل کی بات ہے۔ اخبار ”لاہور“ کو سیرابی کے متعلق جو حکومت کو باغی اور احسان فراموش تھا۔ ان الفاظ پر ہی تلبیہ ہو چکی ہے۔ لیکن ہندو اخبارات اسی طرح سے بے لگام نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان کی منہ زوری اور بھی ترقی کر رہی ہے۔ حکومت کو چاہیے۔ کہ اس قسم کے حالات میں ہندو اخبارات کو بھی اپنی توجہ خاص سے بالکل محروم نہ کر دے۔ تاکہ مسلم پبلک کو گورنمنٹ کے متعلق بدظنی کا موقع نہ ملے۔

خاکسار انٹرنیشنل ڈائجسٹ ہری:

قیام رکھتا۔ تعلیم گاہ کو بند رکھا جاتا۔ اور طالب علموں کو تحلیل دی جاتی۔ ایسے معزز اور مقدس جہان کی بڑے تکلف اور تباہی سے ضیافت کی جاتی تھی۔ اور اس کے لئے اچھے گوشت والی گائے یا بچھڑا ذبح کر کے اس کے مختلف قسم کے کھانے تیار کر کے دسترخوان پر پیش کئے جاتے تھے۔ اس کے بغیر دعوت معزز نہیں بھی جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایک کی آشرم میں جہاں شیخان خاندان راگھو کا پر دہت اعظم آیا۔ اس کی ضیافت کے لئے ایک طالب علم کا نوٹس صورت اور موٹا گلے کا بچھڑا ذبح کر کے اس کے گوشت سے کئی قسم کے کھانے تیار کئے گئے۔ اس واقعہ کے متعلق ڈرامہ مذکورہ کی ابتدا میں دو طالب علموں کا مکالمہ درج کیا گیا ہے جو اس بات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

پہلا طالب علم: دو سر طالب علم: ارے! ایسے بڑے جہاڑی کو تم نہیں جانتے؟ وہ تو بڑے نامی سوامی ہیں۔ ان کا نام دشتا سوامی جی جہاراج ہے۔ اور وہ جہاراجیکان راگھو خاندان کے بڑے پر دہت ہیں۔

دوسرا طالب علم: یہ جواب سن کر بول اٹھا۔ آہ! ہا! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ میں تو ان کو کچھ اور سمجھتا تھا۔

دوسرا طالب علم: بھائی ہوش کرو! ایسے عظیم الشان جہاڑی میں سوامی جی کے حق میں ایسی گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔ پہلا طالب علم: بھائی! میں گستاخی نہیں کرتا میں ان کو جانتا تھا۔ اور نہ ہی ان کو سمجھ سکتا تھا۔ مجھے تو اس لئے پڑا رنج ہوا۔ کہ جب وہ ہمارے آشرم میں آئے تو میز پر بار اٹھو بہت بچھڑا جس کو میں نے شوق سے رکھا ہوا تھا۔ اور جس کی بڑی پریت سے پرورش کرتا تھا۔ وہ ہمارے گرو جی نے لے کر ذبح کر دیا۔ اور اس کے گوشت سے کھانے تیار کر دئے۔ ان سوامی جی کو کھلائے۔

دوسرا طالب علم: بڑا افسوس ہے۔ کہ تمہیں ایک ایسی حرکت نصیب ہوئی جو دوسرے کسی کو نہ ہوتی۔ کہ تمہارا بچھڑا ایک ایسے مقدس کام میں ختم ہوا۔ اور تم اس پر ناراض ہوتے ہو۔ وہ تو بہت اچھے کام آیا۔

یہ مندرجہ بالا باتیں جو ایک ویدیک دہری لیڈر نے لکھی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ گائے ذبح کر کے کھانا ویدوں کا تاکیدی حکم ہے۔ اور زمانہ قدیم کے دہری لوگ اس کو بہت عزت اور شوق سے استعمال کرتے تھے۔ چونکہ اس مسئلہ کے متعلق آپ لوگوں کے صحیح اور

کھانا ویدوں کا تاکیدی حکم ہے۔ اور زمانہ قدیم کے دہری لوگ اس کو بہت عزت اور شوق سے استعمال کرتے تھے۔ چونکہ اس مسئلہ کے متعلق آپ لوگوں کے صحیح اور

کھانا ویدوں کا تاکیدی حکم ہے۔ اور زمانہ قدیم کے دہری لوگ اس کو بہت عزت اور شوق سے استعمال کرتے تھے۔ چونکہ اس مسئلہ کے متعلق آپ لوگوں کے صحیح اور

محققانہ فتویٰ کے بغیر کوئی درست رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے آپ کی خدمت میں بہت ادب و عزت کے ساتھ گزارش کی جاتی ہے۔ کہ اندر اہل مہربانی دیدوں کے حوالوں اور اسناد سے اس کا جواب دو ماہ کے اندر شائع کر کے اسی اخبار کے دفتر میں ارسال کر دیں یہ بہت احسان کا کام ہوگا۔ اور ہم مشکور ہوں گے۔ یہ امر دوبارہ تاکید آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ جواب دیتے وقت صرف دیدوں کی شریاں نقل فرما کر اور ان کی بنا پر جواب دیں۔ کیونکہ دراصل وہی حکم واجب الطاعت ہو سکتا ہے۔ جو دیدوں میں ہو۔ آپ کی یا کسی دوسرے گزشتہ یا موجودہ بزرگ کی ذاتی رائے جو کسی دیگر حکم کے مخالف ہو۔ یا اس کی تائید میں نہ ہو۔ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ اور ہم ایسی تحریر کو جو اب صحیح کا پایہ نہیں دے سکیں گے۔ آپ غلطی بالطبع ہو کر اور خیالی طرفداری سے علیحدہ ہو کر دیدوں سے اس کا جواب لکھیں اور پورے مضامینہ ذقار سے تحقیقات فرما کر دیدوں کے حوالوں اور عبارتوں اور ان کے مستند و مسلمہ لغوی معنوں اور تفسیروں میں جو اب کو حضور و محمد درکھیں۔ اور ضرور ہے۔ کہ وقت معینہ کے اندر جواب دیں۔ کیونکہ خاموشی یا مطبوعہ شراعیٹ کے خلاف جو اسے ہم کو قوی ہوگا کہ ہم سمجھ لیں۔ آپ بھی اس پر متفق ہیں اور دراصل یہی دیدوں کی تعلیم ہے۔

یہ استفسار نیک نیتی سے کیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ آپ کی طرف سے بھی نیک نیتی سے جواب دیا جائیگا خاکسار معراج الدین عمر از لاہور :

### ستی کی رسم جاری ہوئی

پٹرت لیکرام جو بقول سوامی شردھانند ضدی اور مستعصب انسان تھا۔ اور جو لوہن مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت جگہ کر دیا کرتا تھا۔ دیا چکیات آری سانی اپنی کتابکلیات آری ساڑھ اول کے ۱۸۵۰ پر لکھا ہے : ”مسلمانوں کے ظلموں ہی ہی ہونے کا دستور ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کچھ کرنا سیکھیں“

پٹرت لیکرام نے مسلمانوں پر باقی التزام لگا کر اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے جسکی کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکا لیکن خدا کی شان دیکھیے۔ اپنی کتاب میں ایک جگہ خود ہی اس کے خلاف لکھا ہے ”یہ وہ ہو جاسکی حالت ہندو عورت کے واسطے پورا لوہن سے دوہیں علاج لکھے ہیں۔ یا سنی ہو جانا یا تمام عمر نامی لباس پہن کر جوہر پہننا۔ ایسی راقص تعلیم مطابق لاکھوں سنی ہو گئیں۔“

نیات آری ساڑھ اول پہا صاف تسلیم کیا ہے کہ سنی کی رسم پورا لوہن کی تعلیم مطابق رہی ہوئی۔ کہ مسلمانوں کے ظلم کی وجہ سے۔ خاکسار حافظ سلیم خاں اڈی

### حضرت امام جہا احمدیہ کی دعا کا اثر

میرے برادرزادہ آغا محمد عبدالغریز تشریح احمدی کے متعلق

عرصہ چار ماہ سے مقدّم محل سازی کی کارروائی جاری تھی۔ مقدّم کی تفصیل نہایت نازک ہے۔ پیروی جناب خواجہ احمد حسن صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ کیل احمدی (غیر مباح) راولپنڈی نے کی محطیٹ کاروبار نہایت شدید محسوس ہوتا رہا۔ اور آثار قبر آلود تھے۔ آغا کے برخلاف بانی شہادت تھیں۔ جن میں سے ۴ انگریز آفیسر تھے نیچے کی کوئی امیر نہ تھی۔ جس دن ہماری طرف سے صفائی کے گواہ پیش کئے گئے۔ اسی دن بخت بھی ہو گئی۔ اور ۵۶۲ کی حکمت پر زور دیا گیا۔ مگر محطیٹ نے منظور نہ کی۔ اس سے ناامیدی زیادہ بڑھ گئی۔ فیصلہ کی تاریخ ۳۰ مئی ۱۹۲۲ء مقرر ہوئی آغا نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں ۲۸ مئی کو دعا کی درخواست تحریر کی۔ ادھر یہ درخواست حضرت کے پاس پہنچی۔ اور ادھر فیصلہ کا دن آگیا محطیٹ صاحب نے فیصلہ لکھا۔ اور آغا سے کہا۔ تم سات سال چل بھگتے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ سن کہ ہمارے جو اس باختہ ہو گئے۔ لیکن ہم نے جس عظیم الشان شخصیت کی آواز پر لبیک کہی ہوئی ہے اس کی وساطت سے خدا کے حضور میں درود دل سے روئے۔ محطیٹ نے کئی مرتبہ تعزیرات لکھا کہ پڑھی۔ اور آغا سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کر دوں۔ آغا نے کہا۔ جو خدا کو منظور ہو۔ خدا تعالیٰ کا کچھ ایسا تصرف ہو۔ کہ محطیٹ نے سات سال کی بجائے صاف بری کر دیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ہم ان اجاب کرام کا تر دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس اٹھے وقت میں ہماری امانت فرمائی۔ غلام علی نادر قوی۔ احمدی سکنتہ مطوعہ گجر ملحقہ چنگا نگیال

### مسلمان اور تجارت

مسلمانان ہند کے لئے موجودہ زمانہ ایک نہایت ہی نازک زمانہ ہے۔ جہاں ان کے خرمین ایمان پر چلیاں گرائی جارہی ہیں۔ اور پے در پے ان کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی جارہی ہے۔ وہاں یا بلان وطن کی مہربانی سے ان کے لئے معاش کے ذرائع بھی دن بدن مسدود ہو رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ حبیب مسلمانوں کے لئے نہ

رہنے کے لئے جگہ اور کھانے کے لئے روٹی رہے گی۔ اور اس طرح عرصہ حیات انہیں تنگ نظر آئیگا۔ تو وہ یا تو شدھ ہو جائیں گے یا ہندوستان کو چھوڑ دیں گے۔ اور پھر ہندوستان ہندوؤں کے لئے رہ جائے گا۔

اور ہر تو یہ جو جہد ہے۔ اور ادھر مسلمانوں کی غفلت اور جھوٹ ہے۔ کہ بانی سر پر آگیا ہے۔ مگر پرواہ ہے نہ ارد۔ جسم اور روح کا نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ اسی واسطے اسلام نے دونوں کے بقا اور حفاظت پر زور دیا ہے۔ ایک بھوکا آدمی خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرے گا۔ اول طعام لچاہہ کلام تو مشہور ہی ہے۔ اسی طرح ایک مفلس اور نادار قوم ایک دولت مند اور وسیع ذرائع رکھنے والی قوم سے کیا مقابلہ کرے گی۔ اس لئے مسلمانوں کے واسطے ضروری ہے۔ کہ جہاں دین سے واقفیت حاصل کر کے عالم باعمل بنتے ہوئے تبلیغ اسلام کریں۔ وہاں تجارت اور صنعت و حرفت کی بھی تعلیم سیکھیں اور سکھائیں۔ کہ یہ بھی فی زمانہ تبلیغ اسلام میں داخل ہے۔ اور اسی خدا اور رسول (ذراہ ابی داؤد) کا حکم ہے۔ جس کا ہر حکم ہمارے لئے واجب العمل ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تاجر تھے۔ آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تاجرا اور صنعت تھے۔ جنہوں نے اپنی تاجرانہ حیثیت میں اسلام کو ان ملکوں میں پھیلا یا جن میں آج تک کبھی فوج کشی نہیں کی گئی۔

اے نوجوان قوم اٹھو۔ خواب غفلت سے جو کچھ میدا عمل میں آؤ۔ کہ اب گھر میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے۔ گھر کے دیں آدمیوں کا جو جھ ایک آدمی پر بست ڈالو۔ اپنے بازوؤں کو حرکت دو۔ کہ اسلام کی کشتی سخت بھنڈے میں ہے۔ اس کا بچانا تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ دیکھو کچھ کفر موجود ہے اور سخت جوش میں ہے۔ پس فرزند ان تو جید کام میں لگ جاؤ۔ اور اپنے پیارے اسلام کے سفینے کو بچا لو۔ جاؤ۔ کمرشل کالجوں اور کارخانوں میں بھرتی ہو کر اصول تجارت اور صنعت و حرفت سیکھو۔ دوکانوں میں تالیقی کرو۔ اور تجربہ اور علم حاصل کرو۔ تقویٰ اور معاش د دولت پیدا کرو۔ قوم کی جھولی روجانیت اور دولت سے بھر دو۔ کہ اسکی آنکھیں تم پر لگی ہوئی ہیں۔

آخر میں تاجر اور اہل حرفہ اور صاحب تجربہ بزرگان قوم سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اصول تجارت اور صنعت و حرفت پر کارآمد مفید لکھ کر اخباروں اور رسائل میں شائع کر لیں۔ تاکہ قوم عام طور پر مستفیض ہو۔ ایڈیٹر صاحبان کے مختصر نوٹوں کا کام نہیں چلیں گا۔ اور وہ اس سے زیادہ اور کبھی کیا سکتے ہیں۔ وہ تاجر یا صنعت ختور ہی ہیں۔ اور ان کے سٹاف ولایتی اخباروں کی طرح مدد مند ہوں گے۔ رکتھ میں میرا ایزان قی تجرہ اور علم ناکافی ہے۔ تاہم اپنے نوٹے

تاجرانہ حیثیت میں اسلام کو ان ملکوں میں پھیلا یا جن میں آج تک کبھی فوج کشی نہیں کی گئی۔



# دہلی میں لجنہ اماء اللہ کا قیام

الحمد للہ عاجزہ کی تین ماہ کی مسلسل ناپیتر کوششوں سے دہلی میں لجنہ اماء اللہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۶ء سے قائم ہو گئی۔ میں اپنی بہنوں سے اختصار کے ساتھ ان مشکلات کا ذکر کرتی ہوں جو مجھے لجنہ کے قیام میں پیش آئیں۔ ان مشکلات کے لکھنے سے غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اپنی بہنوں کو بتا دوں وہ کونسا عقدہ ہے جو داہن نہیں سکتا کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

آغاز سزا حال میں میرے چھوٹے بھائی جان سلیمان علیہ قادیان سے آئے ہوئے لاہور سے مجھے بھانج کے ہمراہ دہلی و اگرہ کی سیر کرنے کی غرض سے اپنے ہاں دہلی لے آئے۔ یہاں آتے ہی میرے دل میں لجنہ کے قیام کی تحریک پیدا ہوئی۔ لیکن چونکہ سب بہنوں سے ناواقفیت اور پھر شہر سے باہر رہنے کے سبب سے آئندہ بھی کسی سے ملاقات کی بہت کم توقع تھی۔ لہذا میں نے اس تحریک کو محض ایک آن ہونا خیال سمجھ کر دل ہی دل میں رکھا۔ مگر جب یہ خیال اندر ہی اندر مضبوط ہونا گیا۔ تو میں نے ایک دن اس کا ذکر اپنی بھانج سے کیا۔ مگر وہ مجھ سے بھی زیادہ انجان نکلیں۔ کیونکہ وہ دو تین مرتبہ یہاں رہ کر گئی ہیں۔ مگر کسی احمدی بہن سے ملنا نہیں ہوا۔ اور ملنا ہوتا بھی کس طرح جبکہ یہاں نہ کوئی احمدی مسجد ہے۔ جس میں عورتوں کو بھی جمعہ کے جمعہ آئے کا موقع میسر ہو۔ اور ایک دوسری سے ملاقات بھی ہو سکے۔ اور نہ ہی کسی اور طرح ان کے آپس میں ملنے کا انتظام ہے۔ آخر ایک دن میں نے اس خواہش کا اظہار اپنے بھائی جان کے آگے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہاں مرد تو وقت پر اکٹھے ہوتے ہیں عورتیں ضرور وقت کی پابندی کریں گی۔ مجھے یہ بائوس کن الفاظ سن کر سخت افسوس ہوا۔ تاہم میں کول میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ خدا لے جا یا۔ تو لجنہ ضرور قائم کر کے چھوڑوں گی اور بغیر اس کے قیام کے دہلی سے قدم نہ اٹھاؤں گی۔ بہنیں اس سے یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ میں بیکار تھی۔ اور مجھے کوئی کام نہ تھا۔ مجھے سخت مصروفیت تھی۔ مگر میں نے محض دینی کام سمجھ کر یہ ذمہ اٹھایا۔ جو ہماری زندگی کا اصلی مقصد ہے۔ اور مجھے نہایت شوق تھا۔ کہ یہ کام میرے ہاتھوں سرانجام ہو۔ خیر بھائی جان سے بھی کہہ چکنے کے بعد اب میں اس کوشش میں تھی۔ کہ کسی احمدی بہن سے ملنا ہو۔ تو ان کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دوں۔ اسی شخص و بیچ میں دو ماہ گذر گئے۔ آخر اختتامِ زوری پر حضرت نواب مبارک بیگم صاحبہ نے عرض علاحدہ دہلی تشریف لائیں۔ جو ہماری کوشش سے کچھ دور فاصلے پر ایک کوشش میں فروکش ہوئیں۔ چند دن بعد جب میں ان سے ملی۔ تو

میں نے ان سے لجنہ کے قیام کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ تم اس امر کا اعلان جمعہ کے دن مردوں میں کر دو۔ اور کہلو اور بھیجو کہ وہ اپنی عورتوں کی راؤں سے دوسرے جمعہ میں مطلع کریں۔ اس کے بعد تم اجلاس کی جگہ اور تاریخ مقرر کر کے تیسرے جمعہ اعلان کر دینا۔ تو شاید اس طرح سے کچھ کامیابی ہو جائے۔ میں نے ان کی اس تجویز پر خدا کا شکر کیا۔ کہ بارے کوئی راستہ تو سوچھ پڑا۔ جمعہ کے دن اعلان کر دیا گیا۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر یہ تجویز ہوئی۔ کہ ۱۱ اپریل کے دن لیڈی ہارڈنگ پر دو پارچے ہیں اختتامِ عسودات کے جمع ہونے کا اعلان جمعہ میں کر دیا جائے اعلان کر دیا گیا۔ اور آخر خدا خدا کر کے ۱۲ اپریل کا دن آیا۔ وقت ۴ سے ۶ بجے تک مقرر تھا۔ ہم ٹھیک ۴ بجے پردہ باغ میں پہنچ گئیں۔ وہاں دیکھا تو نہ کوئی عورت نہ عورت کی ذات ہماری احمدی بہنوں میں سے جن کو ہم نے ہم نے بچے آنے کے لئے کہا تھا۔ کوئی بھی نہ آئی۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ شاید ٹھیک کر آجائیں گی مگر خیال غلط نکلا۔ قریب ۵ بجے فوائت رکھ کر ہم صحن کو ہم نے افتتاح جلسے کے لئے بلایا تھا۔ وہ باوجود ناسازی طبع کے تشریف لائیں ان کی بھی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ انہوں نے دیکھا۔ کہ سوائے میرے۔ میری بھانج اور اہلیہ ڈاکٹر فیروز الدین صاحبہ کے تو کوئی احمدی عورت نہ تھی۔ وہ بھی ہمارے ساتھ انتظار کرنے لگیں جب کامل ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بھی کوئی عورت نہ آئی۔ تو مجھے نہایت مایوسی ہوئی۔ اور اس بات کا رنج ہوا کہ میری بوڑھی خواہش تھی کہ افتتاح نواب مبارک بیگم صاحبہ کے ہاتھوں سے ہو وہ پوری نہ ہوئی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ بلا سے اگر کوئی عورت نہیں آئی تو نہ آئے۔ آپ افتتاح کر دیں۔ نتیجہ ہم انہیں کو مضبوط کر لیں گے۔ انہوں نے فرمایا۔ میں افتتاح کیسے کروں ہم جو تین چار اس وقت موجود ہیں۔ یہ سب باہر سے آئی ہوئی ہیں۔ جب تک مقامی عورتیں کم از کم تین چار نہ ہوں۔ انہیں کیسے قائم ہو سکتی ہے۔ آخر یہ انہیں ہماری ہمدردی تو ہے نہیں۔ اس کا تعلق تو مقامی عورتوں سے ہے۔ لہذا ان کا ہونا ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ میں ۲۵ اپریل تک یہاں ہوں۔ تم پھر ایک دفعہ قسمت آزمائی کرو۔ اور جلسہ کی تاریخ ۱۸ اپریل ہر دفعہ پیر رکھ کر اسکے مطابق پھر مردوں میں اعلان کر دو۔ اور ان سے دریافت کر لو کہ اگر وہ لجنہ کا قیام پسند کرتے ہیں تو قیام کو یہ باتیں پوری تھیں کہ ساڑھے چھ ماہ تک حسن خیر سالانہ کی بیوی مع ایک دو اور بہنوں کے تشریف لائیں۔ معلوم ہوا کہ سوائے ماہر صاحبہ کے کسی مرد نے لجنہ کے متعلق گھر میں ذکر نہیں کیا۔ ماہر صاحبہ کی بیوی کو جب یہ سب حال معلوم ہوا۔ تو ان کو اپنے دیر سے آنے پر بہت افسوس ہوا خیر ان کے آنے کو ہم نے غیبت سمجھا۔ اور ہم نے ان درخواست کی کہ وہ جن عورتوں کو جاننا چاہتی ہیں۔ ان کے پیر کو ساتھ لانے کی

کوشش کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ اور ہم سات بجے ایک دوسرے سے مل کر رخصت ہوئیں۔ خدا خدا کر کے پھر جمعہ آیا۔ اگرچہ دل تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ مردوں میں پھر اعلان کر دیا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ شاید پہلے شنوائی نہ ہوئی تو اب ہو جائے۔ اعلان کر دیا۔

آخر ۱۸ اپریل کا وہ مبارک دن آیا جس کی مدد سے آنکھیں متاق تھیں۔ ہم ۴ بجے پردہ نگاروں میں پہنچ گئیں۔ ماہر صاحبہ کی بیوی مع ان دونوں بہنوں کے جو پہلے بھی ان کے ساتھ آئی تھیں۔ وہاں موجود تھیں۔ قریب ۵ بجے نواب مبارک بیگم صاحبہ بھی تشریف لے آئیں۔ ان کے بعد پارچے چھوڑ اور بہنیں بھی آگئیں۔ گویا ہم سب مل ملا کر ۱۳ نو اہن ہو گئیں۔ مگر آفرین ہے ہمارے احمدی بھائیوں پر باد بود پارچے چھ چھ متوازی لجنہ کے قیام کا اعلان سننے کے کسی نے بھی اپنی عورتوں کو نہ بھیجا۔ یہ چند عورتیں جو بعد میں آئیں۔ سب ماہر صاحبہ کی بیوی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ مردوں میں سے کسی ایک پر بھی ہماری آواز کا اثر نہ ہوا۔

نواب مبارک بیگم صاحبہ کے مشورہ کے موجب سب بہنوں کے اتفاق رائے سے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور بہن امنا المعنی شمیم اہلیہ ماہر محمد حسن آسان صاحبہ لجنہ کی سیکرٹری قرار پائیں۔ اور بہن زور بیگم اہلیہ ڈاکٹر رخصت علی مرحومہ جانشین سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ انہیں کی کا دعوائی اس طرح شروع ہوئی۔ کہ سب سے اول محترمہ نواب مبارک بیگم صاحبہ نے انہیں کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے فرمایا۔ اس کے بعد میں ہاورد بہن یہاں نے ملکر حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑھ کر فکر کو دور کر کے چھکایا ہم نے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازیں لجنہ اماء اللہ کے فرائض جو حضرت خلیفہ ثانی کے رقم زمانے ہوئے تھے۔ جس کی ایک نقل میں نے محترمہ سارہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان سے منگوائی تھی۔ وہ میں نے مبارک بیگم صاحبہ کو دی۔ انہوں نے ان فرائض کو پڑھ کر سنایا۔ اور پھر وہ تحریر کر کے صاحبہ کو ہر اجلاس میں سنانے کے واسطے ان کے ہاتھ لے کر دی۔ اس کے بعد میں نے اپنا مضمون کھا ہوا پڑھا۔ پھر بہن نصرت جہان نے اپنا مضمون سنایا۔ بعد میں نے اپنی بھانج کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ پھر بہن سارہ بیگم بنت ماہر آسان صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کی نظم جمال حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے پڑھی اس کے بعد کچھ دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور نواب مبارک بیگم صاحبہ نے فرمایا۔ دینی تہذیب ام المومنین کا پیدا تھی شہر ہے یہاں وہ ایک مدت تک رہیں۔ اور پھر ہنر یہاں آتی جاتی ہیں۔ اس لئے یہاں کی لجنہ ہر ایک بیٹو سے بالاتر ہونی چاہیے۔

۱۲۱ کے بعد دعا ہوئی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور قریب سات بجے سب ایک دوسری سے مل کر رخصت ہوئیں۔ ان مشکلات

سے گذرے تھے جوئے لجنہ قائم ہوئی۔ تھوڑی بہت مشکلات تو ایسے کام میں ہر ایک کو پیش آتی ہیں۔ لیکن ایسی مشکلات کہ ایک اعلیٰ شہر اس پر تمام ہمنوں سے ناواقفیت پھر ایسے کن حالات اس پر اپنی مصروفیت علاوہ ازیں پھر طبیعت کی پریشانی یہ سب مشکلات ایسی تھیں۔ جو غالباً بہت کم ہمنوں کو پیش آئیں گی۔ لیکن اس تمام کامیابی کے محرک حضرت امام کے وہ الفاظ ہوئے ہیں۔ جو آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ یہ ہونے نہیں سکتا۔ کہ کسی کام میں باوجود انتہائی کوشش کے بھی انسان ناکام رہے۔ جس نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ اور بظنہ کامیاب رہی ہوں۔ ایسی مشکلات سے قائم کی ہوئی۔ لیکن کے ساتھ مجھے جس قدر بھی ہمدردی ہوتی کم تھی۔ اس کے قیام کے بعد میری انتہائی کوشش اس کو ترقی پر پہنچانے کی رہی۔ جس نے سیکرٹری صاحبہ وجائنت سیکرٹری صاحبہ کو ایک دن اپنے ہاں مدعو کر کے ان سے کھول کر باتیں کیں۔ لجنہ کو ہر ایک پہلو سے ترقی پر پہنچانے کی ان سے درخواست کی۔ ماشاء اللہ دونوں ہمیں بہت پر خوش ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ ان کی سرپرستی میں ہماری لجنہ بہت ترقی کرے گی۔

یکم می کو اجنبی نوائیں کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں سے زیادہ غیر تین جمع ہو گئی۔ باوجود انچارج حسین صاحب کی بڑی بڑی کامداری میں جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر نظم پڑھی گئی۔ بعد ازیں سیکرٹری صاحبہ نے کئی طرح کا کچھ حصہ پڑھا۔ سنایا۔ اس کے بعد میں نے اپنا مضمون سنایا۔ پھر جواد کا میں نے مضمون پڑھ کر سنایا۔ سب کے آخر میں ہجے مارٹر صاحب نے پردہ کے پیچھے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ جس میں چند نگر باتوں کے ساتھ انہوں نے عورتوں کے تبلیغ دین میں حصہ لینے پر زور دیا۔ ساتھ چھپے سب ہمنوں۔ ایک دوسری سے فکر و تھمت ہو گئی۔ میں نے سب ہمنوں کو سہارا دینے کے ساتھ الوداع کہا۔ آخر میں ان سب ہمنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے لجنہ کے قیام میں میری کچھ نہ کچھ مدد کی۔ خاص کر نوائیں لکھنے لکھنے صاحبہ کی بہت شکر ہوں۔ جن کے مفید مشوروں نے میری بہت رہنمائی کی۔ اللہ تو اسے ان سب کو بڑے خیر دے۔ اور میں ہمنوں کا اس لئے بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ انہوں نے میری مایوس حذات کو نظر استخوان سے دیکھا۔

راحمہ اللہ۔ جن۔ ہمنوہ شیخ سودا محمد رشید صاحب۔ بی۔ اے۔ انجینئر دہلی

ضرورت

شکری ڈسٹرکٹ بورڈ کو سب اسٹنٹ سر جوں کی ضرورت ہے نوآئند باب ہندو ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ شکری + محمد صادق علی عمنہ۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان +

مسئلہ چھوٹ چھات کے متعلق ایک تجویز

گو مجھے اس مضمون سے پورا اتفاق نہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ ہر قسم کے خیالات جو مسلمانوں کے مفاد سے تعلق رکھتے ہوں۔ لوگوں کے سامنے آجائیں۔ اسے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب امام عالی مقام جماعت احمدیہ کی تحریک چھوٹ چھات مسلمان ہند کی فلاح کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ اور اہل ہند اس کی خوبی کے معترف ہیں۔ پھر بھی عملی طور پر اسے فوراً قبولیت کا درجہ کیوں نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اول تو اکثر لوگ بوجہ ان ہیں۔ اسے ہندوئی تقلید بیجا خیال کرنے کی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں۔ بہت ایسے لگا ہیں۔ جو قوم کے فائدے کو اپنی آسائش اور راحت پر قربان کرتے ہیں۔ اور نہ اس سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں سے لین دین ترک کر دینے پر اشیائے ضرورت مسلمان دوکانداروں سے حاصل نہیں ہو سکتیں تجارت پر مسلمانوں کا قبضہ بالکل نہیں۔ اگر آج ہم ہندو بزازوں سے کپڑا لینا ترک کر دیں۔ تو ہمیں کہیں کپڑا میسر نہ آسکے گا۔ ہندوؤں میں کاپیو کپڑے کی سب سے بڑی تجارت گاہ ہے۔ مگر ہاں ہندوؤں کی ہندوؤں دوکانوں کے تقاضے میں نہ ہونے کی ایک آدھ مسلمان دوکان ہو۔ کیا ممکن ہے۔ اور کیا پنجاب ہندوؤں میں قدر کی تمام آدھت ہندوؤں کے قبضے میں ہے۔ اگر ہم آج سے ہندوؤں کے ان سے غلہ لینا ترک کر دیں۔ تو دوسرے دن سے قازد کئے لگیں گے۔ ہندوؤں کے ہزاروں بیسکوں اور کروڑوں سوڈوار اور مسلمانوں کا ہونے پینے والے ہاتھوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا ایک ٹیک بھی نہیں +

اب سوال یہ ہے۔ کہ مسلمان تاجروں کی ہر قسم کی دوکانیں کھولنے کی نیت سے بہت میں آسکتی ہیں۔ محض اخبارات میں مضمون شائع کرنے سے اور شہروں میں وعظ کرنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو چکے ہیں۔ ان میں سے حجت اور غیرت ایک حد تک مفقود ہو چکی ہے۔ ان کا خمیر انہیں فائدہ مند کام کے اختیار کرنے پر گواہی دے کہ۔ مگر کم ہمتی انہیں روکتی ہے۔ کسی شہر میں جا کر تجربہ کرو۔ مسلمانوں کی دوکانیں غلے کپڑے مٹھائی وغیرہ کی قائم ہوئی ہیں۔ مگر ان کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ بہت جلد وہ دوکاندار فقیرانہ دکھا کر دوکان بند کر دیتے ہیں۔ کچھ خریداروں کی بے اتفاقی اور سردبازاری کا یہ نتیجہ ہوتا ہے اور کچھ دوکانداروں کی غفلت کا۔ ترقی اور ترقی کی روح کو ہمیں کم ہے۔ مگر اس خشہ حالی میں بھی امید کا ایک اطہبان بخش پر تو نظر آتا ہے اور وہ دستور نہیں کہ اس کے صحیح

استعمال سے ہماری آرزو پوری ہو + اس لئے گذرے زمانے میں سب کچھ کھونے کے بعد بھی اگر صاحب فہم مسلمانوں خطرات کی رہنمائی کرنے والی ان کی عقل ہے۔ تو ہمیں اور کم علم لوگوں کی رہنمائی کے بزرگوں اور علماء کی تقلید ہے علماء اور لوگوں کو مرید کرنے والے حضرات یعنی پیر صاحب یا سجادہ نشین اس ملک میں بہت ہیں۔ اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کسی مفید مقصد کے لئے ان کو آپس میں متفق کرنا مشکل نہیں۔ تھوڑی سی کوشش اور جانفشانی سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے رہا کرنے کے آرزو مند اور ان کی معیشت کا درد محسوس کرنے والے مسلم بزرگان ملک علماء و سجادہ نشین اور دیگر رہبران قوم و اکابر ان ملک سے یہ درخواست کریں۔ کہ وہ بالاتفاق اس امر کا فتویٰ صادر فرمائیں۔ تو یہ کامیابی کی بہترین صورت ہے۔ فتویٰ اس طریق پر ہو کہ حرام کر لیں مسلمان ہند اپنے اوپر ہندوؤں کے پیراں کا کھانا پینا۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بہت جلد اپنا روکناں قائم کریں۔ اور سچے دل سے ہر امر میں مسلمانوں کا فائدہ ملحوظ رکھیں۔ اور یہ کہ مسلمان تاجر بھی اپنا مذاری اور محنت سے ترقی دین اپنی تجارت کو۔ اور اہل ملک کوشش کریں مسلمانوں کو ہر طرح سے ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلانے کی۔ اور یہ کہ معاف ہے انہیں اصل اول کو توڑنا صرف اس حالت میں کہ نقصان بہت زیادہ ہو اور خدشہ ہو جانے کا وہیں بحالت اضطرار جائز ہو انہیں کھانا ہندوؤں کا ایسے وقت جبکہ جائز ہے کھانا مردار اور خنزیر کا بھی۔ اور یا پھر اس وقت جبکہ جمیع علمائے ہند بالاجماع اس کی اجازت اس وجہ سے دیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے سیاسی اور اقتصادی حقوق حاصل ہو چکے ہیں +

اس عاجز کی رائے میں اگر مسلمان ہند کو بڑی پیریں پلیٹ فارم اس پر متوجہ کیا جائے۔ اور علماء سے یہ مفید اور حقیقی مضمون میں ضروری فتویٰ طلب کیا جائے۔ تو خواہم پر بہت اثر پڑے گا۔ اور مسلمانوں کی گری ہوئی بہت کو بہت جلد ڈھارس بندھے گی۔ اور اس مسئلہ کا عملی طور پر بہت جلد حل ہو جائے گا۔ اس وجہ سے کہ ایسے فتوے کے صدور پر جمیع مسلمان ہند بیک وقت اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پس ضروری ہے۔ کہ دیگر اسلامی اخبارات سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ علماء ہند و رہنمایان ملت و ملک کی ایک کانفرنس کے انعقاد کا مطالبہ کریں۔ کہ اس قسم کا فتویٰ تجویز کیا جائے +

احقر الزمن۔ محمود الحسن۔ بی۔ اے۔ از لکھنؤ +

# نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

## لاہور سے نارووال لائن کا ٹائم ٹیبل

۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء سے لاہور نارووال والی لائن پر تمام مسافر گاڑیاں مندرجہ ذیل اوقات پر چلا کریں گی:

نمبر	لاہور سے سیالکوٹ تک	سیالکوٹ سے لاہور تک	سٹیشن	لاہور	سیالکوٹ
۱۵-۱۵	—	—	روانگی	—	—
۱۵-۰۵	۲۳-۳۰	—	نارووال	—	—
۱۰-۳۵	۱۹-۰۵	—	نارووال	—	—
۱۰-۳۱	۱۹-۰۰	—	نارووال	—	—
۱۰-۱۰	۱۸-۲۰	—	لاہور	—	—

مندرجہ بالا گاڑیوں کے اوقات تبدیل ہونے کی وجہ سے سیالکوٹ نارووال والی لائن پر نمبر ۱۸ سے نمبر ۱۵ تک ڈوئن گاڑیاں مندرجہ ذیل کے اوقات کے مطابق زیادہ کی جاتی ہیں۔

نمبر	لاہور سے سیالکوٹ تک	سیالکوٹ سے لاہور تک	سٹیشن	لاہور	سیالکوٹ
۱۸-۰۰	—	—	روانگی	—	—
۲۰-۰۰	—	—	نارووال	—	—
۱۴-۰۰	—	—	سیالکوٹ	—	—
۱۴-۲۴	—	—	سیالکوٹ	—	—

درمیانی سٹیشنوں کے اوقات متعلق سٹیشن ماسٹروں سے آگاہی حاصل کی جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے میڈیکل اڈوائز  
 لاہور ۶ جولائی ۱۹۲۴ء  
 سی۔ ایس۔ ایم۔ سی۔ ڈائن ٹینٹ کرنل۔ آر۔ ای  
 چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ملتان میں ہندو مسلم فساد  
 پانچ مسلمان قتل ہو گئے

۱۳ جولائی کو ملتان میں ہندو مسلم فساد کے دوران پانچ مسلمان قتل ہو گئے۔ ان میں سے دو بستر مرگ پر پڑے ہیں۔ کوئی اور زخمی ہوئے۔ جو بستر مرگ پر پڑے ہیں۔ کوئی اور زخمی نہیں مرا۔ فضل الرحمن سکرٹری ہیں۔

### مستریوں اور کلرکوں کی ضرورت

ایک معزز احمدی بھائی کو ایسے تھیم لڑنے کی جسکی عمر ۳۳-۳۴ سال تک کی ہو۔ کچھ کام روٹی اور سالن پکانے کا بھی جانتا ہو۔ علاوہ کھانے اور کپڑے کے دس روپیہ ماہوار ناکا تنخواہ بھی ملے گی۔ اگر کسی بھائی کو ایسے تھیم لڑنے کا علم ہو۔ اور وہ ملازمت کا خواہشمند ہو تو دفتر لاہور عامر میں اطلاع دیں۔  
 ناظر امور عامہ قادیان

### مستریوں اور کلرکوں کی ضرورت

The meteorologist upper air  
 Observatory Agra.  
 ۲- اسٹنٹ مشینر و جیٹ کی ضرورت۔ ایم۔ ایس۔ ایس۔ کی  
 وغیرہ درخواست مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔  
 Director General of  
 Observatories Simla

### تلاش

اگر کسی احمدی دوست کو معلوم ہو۔ خصوصاً اجاب ضلع جرنال میں کہ  
 کہیں عبد اللطیف جو کہ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے پوتے  
 ہیں آج بھی کہاں ہیں۔ ان کا نظارت ہذا کو بتا دیا جائے۔ کہہ  
 دیجئے محمد شعیب صاحب جہلمی کو جو جرنال کے پوتے اور انہیں کہا تھا کہ نیکانوالی  
 کو جا رہے ہیں۔ کچھ لڑکے سے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ اور لاپتہ ہیں۔ چونکہ  
 نظارت ہذا کو ان کے متعلق ایک ضروری کام ہے۔ لہذا اجاب ان کے پتہ  
 سے اطلاع دیکر شکور کریں۔ (رژنل اعادین ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان)

## اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ

انفصل ماہ جولائی کا آخری پرچہ چونکہ ایک خاص نمبر ہو گا۔ جو معمول سے زیادہ تعداد میں چھاپا جائیگا۔ اور اس کی کثرت سے اشاعت کی جائے گی۔ اس لئے جو اصحاب اس میں اپنا اشتہار شائع کر رہے ہیں۔ وہ بہت فائدہ میں رہیں گے۔ اشتہار بے جا مبالغہ اور غلط تعریف و توصیف سے بالکل پاک ہونا چاہیے۔ اور چیز کی خوبی اور عمدگی کو وجہ شہرت بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔  
 ممکن ہے۔ اس پرچہ میں اشتہار درج ہونے کی گنجائش نہ رہے۔ اس لئے جلد ہی صاحب الفضل سے اپنے اشتہار کے متعلق طے کر لینا چاہیے۔

# مسلم وفد کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کا جواب

# لاہور میں مسلمان لیڈروں کا جلسہ

# انجمن احمدیہ دہلی کا جلسہ

اس وقت مسلم اوٹ لک کے افسوسناک فیصلہ اور دیگر حالات کی وجہ سے مسلمانوں میں جو بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان نے ہر ایک مسلمان کو گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی طرف سے ایک وفد بھیجے جانے کی تجویز فرمائی تھی۔ جس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ پنجاب سے وفد کے ملنے کی منظوری دینے کی درخواست کی۔ مگر انہوں نے اپنی مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے وفد سے ملنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ اور حسب ذیل جواب بذریعہ تار سٹرک ایک چیف سکرٹری حکومت پنجاب کی طرف سے بھیجا ہے۔

لاہور ۸ جولائی۔ لاہور کی مختلف اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کے نمائندوں کا جلسہ آج برکت علی محزون ہال میں زیر صدارت سر عبدالقادر منقہ ہوا۔ مختلف سیاسی عقیدوں اور خیالات کے چالیس سربراہان اور مسلمانوں میں خلافت کی کمیٹی کے نمائندے بھی شامل تھے۔ جلسہ میں موجود تھے۔ صدر جلسہ عبدالقادر نے سول نافرمانی کی تحریک کے تباہ کن نتائج ظاہر کرتے ہوئے منقول اور مؤثر تقریریں خلافت کی کمیٹی سے درخواست کی۔ کہ اس خطرناک تحریک کو جو بحیثیت ضلع کے حکم زیر دفعہ ۱۱۱ کی مخالفت میں شروع کی گئی ہے۔ متوی کر دیں۔ سر محمد اقبال اور میاں عبدالعزیز نے بھی صدر کے ہر لفظ کی تائید کی۔ اس سے تائید کر کے خلافت کی کمیٹی سے وہی درخواست کی۔ جو دھری افضل تھی مگر مجلس منقہ پنجاب نے خلافت کی کمیٹی کی جانب سے تقریر کی۔ اور ان وجوہ کو بیان کیا۔ جن کی بناء پر ان کو بحیثیت ضلع کے حکم کی خلاف ورزی کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی قوم میں سے اتنے اگلیوں اور ذمہ دار مسلمان حضرات چونکہ سول نافرمانی کے خلاف ہیں۔ ان کے خیالات کا احترام کرتے ہوئے خلافت کی کمیٹی تیار ہے۔ کہ اس جلسہ کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنے پروگرام کو متوی کر دے۔ اور اس کا انتظار کرے کہ رنگیلا رسول کے فیصلہ کے نتیجے کے طور سے جو دشواریاں اور جو مشکلات پیش آئیں گی۔ ان کے دفعیہ کے لئے حکومت کیا کارروائی کرتی ہے۔ انہوں نے یہ امید ظاہر کی۔ کہ حکومت ان کو اس کی اجازت دیگی۔ کہ جائز مقاصد کے لئے وہ ایسے جلسے منعقد کر سکیں۔ جو قانون کے خلاف نہ ہوں۔ اور ان مسلمانوں کو دبا کر دیگی۔ جو خلافت کے حکم کی تعمیل میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ یا سزا یا پھانسی ہوئے ہیں۔ صدر نے خلافت کی کمیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ کمیٹی نے جلسہ کے مشورہ کو قبول کیا۔ اور کہا کہ آئینی طور پر ان کو اپنی ایکٹیشن اور جدوجہد جاری رکھنا چاہیے۔ سول نافرمانی کی تحریک کو خلافت کی کمیٹی کی جانب سے متوی کئے جانے کے وجہ سے دفعہ ۱۱۱ کے حکم کی خلاف ورزی میں آج رضا کاروں کی سڑکوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔

انجمن احمدیہ دہلی کے ہفتہ داری اجلاس میں جو کہ زیر صدارت جناب موصیٰ بنی بخش صاحب منعقد ہوا۔ حسب ذیل قراردادیں پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔ ان کی نقل بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے۔

(۱) انجمن احمدیہ دہلی۔ ہائی کورٹ پنجاب کے اس فیصلہ کے خلاف بڑے زور کے ساتھ صدارتے احتجاج بلکہ کرتی ہے۔ ہوس نے رنگیلا رسول کے مقدمہ میں کیا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کیا ہے۔ چونکہ ہندو پرپس کو اس سے بے جا جرات پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ کو مطلع کرنا ضروری ہے۔ دلائل ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اس فیصلہ کو مسترد کرنے اور اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہائی کورٹ آئینہ قانون کا زیادہ دانشور استعمال کریگی۔ کارروائی کرے۔

(۲) انجمن ہائی کورٹ کی اس کارروائی کے متعلق اپنے گھر سے غم و رنج کا اظہار کرتی ہے۔ جو اس نے ایڈیٹر اور پرنٹر اخبار مسلم اوٹ کے متعلق کی۔ اور اسے اس بات کا سخت درد ہے۔ کہ ہائی کورٹ نے رنگیلا رسول کے مصنف کو جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک حملے کئے تھے۔ توبہ کر دیا ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں کو اس لئے کہ انہوں نے ہائی کورٹ کے ایک رچھ کے فیصلہ پر دیانت داری کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ جیل میں بھیج دینا قرین مصلحت سمجھا ہے۔

(۳) انجمن مسلم اوٹ ٹاک کے ایڈیٹر اور پرنٹر اور سپلینڈر گھنٹے میں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اور ان کے اہل۔ خیال کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

(۴) انجمن برادران اسلام کو نام باعنا احمدیہ کے مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہندوؤں کو ہم جرات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی صرف ان کے اقتصادی اور تمدنی غلبہ کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے سب سے پہلی جہد جہد ہماری ہے۔ جو ہوتی چاہیے کہ ہم ہندوؤں سے چھوٹ چھات کر کے ہر ممکن ذریعہ سے اپنی قوم کی پرورش کریں۔ درحقیقت مسلمانوں کا رویہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ترویج کیا جا رہا ہے۔ اور رنگیلا رسول دینتو جیون وغیرہ قسم کی کتب اور رسالے مسلمانوں کے رویہ سے ہی چھاپے جاتے ہیں۔ اور انہی کے رویہ سے ان کتب کے لکھنے والوں کی مدافعت کی جاتی ہے۔ اگر واقعی مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت لکھیں تو کیوں وہ ہتھیار ہندوؤں کو ہتھیار کے دیتے ہیں۔ جن سے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو تمدنی برادری ہونے سے انہیں سب سے پہلے ان کی ذمہ داری

رنگیلا رسول کے مصنف کو جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک حملے کئے تھے۔ توبہ کر دیا ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں کو اس لئے کہ انہوں نے ہائی کورٹ کے ایک رچھ کے فیصلہ پر دیانت داری کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ جیل میں بھیج دینا قرین مصلحت سمجھا ہے۔

## ضروری گذارش

الفضل علیہ واپس کیا جائے۔ جو صاحبان افضل یکم جولائی فرودت نہیں کر سکے۔ وہ منور پرچے بذریعہ پیکٹ واپس نام بچہ افضل کر دیں۔ مگر اس سخت ضرورت ہے۔ ناظم طبع و اشاعت

## قبول اسلام

۳۰ جون ۱۹۲۳ء بروز جمعہ ایک ہندو خوارہ جس کا نام لال رام موضع محبت پور ضلع مین پوری کا باشندہ ہے۔ جو جمعہ جامع مسجد مین پور میں اسلام ہوا۔ اسلامی نام کریم بخش رکھا گیا۔  
نیاض علی۔ قصبہ بیور۔ مین پوری